جلد 28 شمارہ 1 ماہ جنوری 2026ء رجب / شعبان 1447ھ

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا

صداقت

اللہ

محبّت

سلسلہ عالیہ توحیدیہ

ہے عرش بھی نیچا جو ہو پرواز مسلسل

ماہنامہ

فلاحِ آدمیّت

سلسلہ عالیہ توحیدیہ کا تعارف اور اغراض و مقاصد

- سلسلہ عالیہ توحیدیہ ایک روحانی تحریک ہے جس کا مقصد کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے مطابق خالص توحید، اتباع رسول، کثرت ذکر مکارم اخلاق اور خدمت خلق پر مشتمل حقیقی اسلامی تصوف کی تعلیم کو فروغ دینا ہے۔
- کشف و کرامات کی بجائے اللہ تعالیٰ کے قرب و عرفان اور اس کی رضا و لقاء کے حصول کو مقصود حیات بنانے کا ذوق بیدار کرنا ہے۔
- حضور ﷺ کے اصحاب کی پیروی میں تمام فرائض منصبی اور حقوق العباد ادا کرتے ہوئے روحانی کمالات حاصل کرنے کے طریقہ کی ترویج ہے۔
- موجودہ زمانے کی مشغول زندگی کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے نہایت مختصر اور سہل العمل اوراد واذکار کی تلقین۔
- غصہ اور نفرت، حسد و بغض، تجسّس و غیبت اور ہوا و ہوس جیسی برائیوں کو ترک کر کے قطع ماسواء اللہ، تسلیم و رضا عالمگیر محبّت اور صداقت اختیار کرنے کو ریاضت اور مجاہدے کی بنیاد بنانا ہے۔
- فرقہ واریت، مسلکی اختلافات اور لاحاصل بحثوں سے نجات دلانا۔ تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کی اہمیت کا احساس پیدا کر کے اپنی ذات، اہل و عیال اور احباب کی اصلاح کی فکر بیدار کرنا ہے۔
- اللہ تعالی کی رضا اس کے رسول ﷺ کی خوشنودی اور ملت اسلامیہ کی بہتری کی نیت سے دعوت الی اللہ اور اصلاح و خدمت کے کام کو آگے بڑھانا اپنے مسلمان بھائیوں کے دلوں میں قلبی فیض کے ذریعے اللہ تعالی کی محبّت بیدار کرنا اور روحانی توجہ سے ان کے اخلاق کی اصلاح کرنا ہے۔

ماہنامہ

فلاحِ آدمیت

گوجرانوالہ

عالمگیر محبت اور بنی نوع انسان کی اصلاح و فلاح کا علمبردار

بیاد
خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ
بانی سلسلہ

محمد صدیق ڈارؒ
بانی مجلہ فلاحِ آدمیت

نگران و سرپرست اعلیٰ: جناب محمد یعقوب توحیدی
شیخ سلسلہ عالیہ توحیدیہ
0344-9000042

مجلس ادارت

مدیر: سید محمد عبداللہ بخاری
0301-7705388

معاون مدیر: شہزاد محمود بخاری
0301-7430525

نائب مدیر: سید رحمت اللہ شاہ
0333-4552212

شفیق احمد، وحید احمد، پیر خان
حافظ محمد یٰسین، عبدالقیوم ہاشمی
خالد محمود بخاری
ماجد محمود توحیدی

ترسیل: فہد محمود ، محمد ریاض

شیخ سلسلہ و مدیر سے رابطہ
مرکز تعمیر ملت (ڈاکخانہ سیکنڈری بورڈ) وحید کالونی کوٹ شاہاں گوجرانوالہ
ای میل: info@tauheediyah.com Ph: 055-3411030
Website www.tauheediyah.com

پبلشر عامر رشید انصاری نے معراج دین پرنٹرز مچھلی منڈی لاہور سے چھپوا کر مرکز تعمیر ملت، جی ٹی روڈ گوجرانوالہ سے شائع کیا

قیمت شمارہ -/50 روپے ✿✿✿ سالانہ فنڈ -/300 روپے

اس شمارے میں

مضمون	مصنف	صفحہ نمبر
دل کی بات	سید رحمت اللہ شاہ	1
پیام قرآن وحدیث	ادارہ	2
ندائے عارف	ماجد محمود	4
بیاد حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ	ادارہ	13
عنوان مسلمانی	امام غزالیؒ	20
حجۃ اللہ البالغہ	شاہ ولی اللہ	24
گلستان سعدیؒ	شیخ سعدیؒ	30
قابوس نامہ	امیر کیکاؤس بن سکندر	37
تصوف کیا ہے	محمد منظور نعمانی	46
سوشل میڈیا سے انتخاب	سید رحمت اللہ شاہ	51

دل کی بات

ماہ جنوری میں ہمارے محسن و مرشد بانیٔ سلسلہ حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ نے اس دنیا کو خیر باد کہا۔ ایک طرف دیکھیں تو نصف صدی گزر گئی۔ گنتی کے چند لوگ باقی ہیں جنہوں نے بانیٔ سلسلہؒ کو دیکھا، ان کی صحبت پائی اور آج ہمارے درمیان ہیں۔ دوسری طرف دیکھیں تو انصاری صاحبؒ کی اصل زندگی آپؒ کی وفات کے بعد شروع ہوئی۔ آپؒ کا فیض سلسلہ توحیدیہ میں براہ راست جاری ہے۔ یہ فیض سالکین راہ طریقت کی فکری، قلبی و روحانی تسلی و تشفی کے لئے آپؒ کی تصانیف کے حرف حرف میں زندہ ہے۔ آپؒ کی شخصیت، غیر کتابی تعلیمات اور غیر تحریری روایات سے آگاہی جس قدر آج تمام مریدین سلسلہ عالیہ توحیدیہ کو میسر ہے اس کا تصور بھی آپؒ کی وفات سے پہلے محال تھا۔ حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ کی تعلیمات کی تشریح اور ان تعلیمات کی عملی تعبیر کی وضاحت و مثالیں آپؒ کے بعد کے ادوار میں خوب اجاگر ہوئیں۔ آپؒ نے جس تصوف کو غیر اللہ پرستی، کشف و کرامات، وجد و حال اور بے سروپا حکایتوں اور روایتوں کی دنیا سے نکال کر عمل، اخلاق اور سماجی ذمہ داری سے جوڑا اس میں گزرتے وقت کے ساتھ محض اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل و کرم سے نکھار آیا، استحکام پیدا ہوا اور جان پڑتی گئی۔ یہ بانیٔ سلسلہؒ کی توحیدیہ تعلیمات ہی ہیں کہ جن کے پیش نظر ہم اپنے روحانی پیشوا شیخ سلسلہ عالیہ توحیدیہ قبلہ محمد یعقوب خان صاحب توحیدی کے زیر سرپرستی بانیٔ سلسلہؒ کا یوم وفات اس انداز سے منا رہے ہیں کہ یہ نہ تو یوم سوگ بنتا ہے اور نہ ہی یہ دن عرس، میلے ٹھیلے، یا کسی اور قسم کی خرافات کی شکل اختیار کرتا ہے۔ یہ دن جب بھی آتا ہے آپؒ کے سلسلہ توحیدیہ سے وابستہ سالکین راہ طریقت کے لئے غور و فکر، خود احتسابی اور معرفت الٰہی کے ایک سنجیدہ پیغام کا اعادہ ہوتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اس حسین توحیدیہ روایت کو دوام بخشے، بانیٔ سلسلہؒ کے درجات بلند فرمائے اور توحیدیہ تعلیمات کے پروانوں کو اعلیٰ دنیاوی و روحانی مراتب عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

والسلام!

سید رحمت اللہ شاہ

پیامِ قرآن

وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِّنْهُم مَّا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَكُفْرًا وَأَلْقَيْنَا
بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ كُلَّمَا أَوْقَدُوا نَارًا لِّلْحَرْبِ
أَطْفَأَهَا اللَّهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ۔

(سورۃ المائدہ 5: آیت 64)

اوران میں سے اکثر کی سرکشی اور کفر میں ضرور اضافہ ہوگا اس سے جو تم پر تمہارے رب کی طرف سے نازل ہوا ہے۔اور ہم نے ان کے درمیان عداوت اور دشمنی قیامت کے دن تک کے لئے ڈال دی ہے۔ جب کبھی جلائی انہوں نے آگ لڑائی کی بجھا دیا اس کو اللہ نے،اور دوڑتے پھرتے ہیں وہ زمین میں فساد کے لئے،اور اللہ فساد کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔

وَهُوَ الَّذِي أَنشَأَ جَنَّاتٍ مَّعْرُوشَاتٍ وَغَيْرَ مَعْرُوشَاتٍ وَالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ
مُخْتَلِفًا أُكُلُهُ وَالزَّيْتُونَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَغَيْرَ مُتَشَابِهٍ كُلُوا مِن ثَمَرِهِ
إِذَا أَثْمَرَ وَآتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ
الْمُسْرِفِينَ۔ (سورۃ الانعام 6: آیت 141)

اوراسی نے پیدا کیے باغات چھتریوں پر چڑھے ہوئے اور بے چڑھے ہوئے چھتریوں پر،اور کھجور اور کھیتی کہ مختلف ہیں جن کے پھل اور زیتون اور انار ایک دوسرے سے ملتے جلتے اور غیر ملتے جلتے۔کھاؤان کے پھلوں میں سے جب وہ پھل لائیں اور ادا کرو اس کا حق اس کی فصل کاٹنے کے دن۔اور نہ بے جا اڑاؤ، یقیناً وہ دوست نہیں رکھتا بے جا اڑانے والوں کو۔

فرمانِ نبوی ﷺ

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی زندگی میں جب کوئی خواب دیکھتا تو آپ ﷺ سے بیان کرتا۔ (آپ ﷺ تعبیر دیتے) میرے بھی دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ میں بھی کوئی خواب دیکھتا اور آپ ﷺ سے بیان کرتا۔ میں ابھی نوجوان تھا اور آپ ﷺ کے زمانہ میں مسجد میں سوتا تھا۔ چنانچہ میں نے خواب میں دیکھا کہ دو فرشتے مجھے پکڑ کر دوزخ کی طرف لے گئے۔ میں نے دیکھا کہ دوزخ پر کنویں کی طرح بندش ہے (یعنی اس پر کنویں کی سی منڈیر بنی ہوئی ہے) اس کے دو جانب تھے۔ دوزخ میں بہت سے ایسے لوگوں کو دیکھا جنہیں میں پہچانتا تھا۔ میں کہنے لگا دوزخ سے خدا کی پناہ! انہوں نے بیان کیا کہ پھر ہم کو ایک فرشتہ ملا اور اس نے مجھ سے کہا ڈرو نہیں۔

یہ خواب میں نے (اپنی بہن) حضرت حفصہؓ کو سنایا اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو۔ تعبیر میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ عبداللہ بہت خوب لڑکا ہے۔ کاش رات میں نماز پڑھا کرتا۔ (آپ ﷺ کے اس فرمان کے بعد) عبداللہ بن عمرؓ رات میں بہت کم سوتے تھے (زیادہ عبادت ہی کرتے رہتے تھے)۔ (کتاب التہجد، صحیح بخاری)

حضرت علی بن ابی طالبؓ نے انہیں خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ ایک رات ان کے اور فاطمہؓ کے پاس آئے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم لوگ (تہجد کی) نماز نہیں پڑھو گے؟ میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ! ہماری روحیں خدا کے قبضہ میں ہیں، جب وہ چاہے گا ہمیں اٹھا دے گا۔ ہماری اس عرض پر آپ ﷺ واپس تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا لیکن واپس جاتے ہوئے میں نے سنا کہ آپ ﷺ ران پر ہاتھ مار کر (سورۃ کہف کی یہ آیت پڑھ رہے تھے) آدمی سب سے زیادہ جھگڑالو ہے۔ (کتاب التہجد، صحیح بخاری)

ندائے عارف

(فرمودات شیخ سلسلہ عالیہ توحیدیہ قبلہ محمد یعقوب صاحب توحیدی مدظلہٗ)

(ماجد محمود توحیدی)

☆ قرآن پاک کی رو سے شیطان نے اپنے گمراہ کیے جانے کا عذر اللہ تعالیٰ کو دیا۔ اس پر بات ہوئی تو آپ نے فرمایا:

شیطان نے نافرمانی تو پہلے کر لی تھی پھر اس نے بہکاوے کی بات کی۔ اللہ نے یہ پوچھا کہ تم نے یہ نافرمانی کیوں کی؟ میں نے سجدے کا حکم دیا تو تم نے سجدہ کیوں نہیں کیا؟ اس نے کہا کہ میں اس سے کئی گنا بہتر ہوں۔ مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور اسے مٹی سے۔ میں اُس سے بہتر ہوں تو میں کیوں اسے سجدہ کروں؟ یہ جو بہتر کہنے والی بات ہے یہی اللہ میاں کو پسند نہیں ہے۔ اللہ میاں نے اس بات پر اسے کہا کہ تو نکل جا یہاں سے، تجھے یہاں رہنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ اس نے کہا کہ اچھا جب آپ مجھے یہاں سے نکال رہے ہیں، دھتکار رہے ہیں تو مجھے پھر مہلت بھی دیں۔ اللہ نے کہا کہ تمہیں مہلت دی جاتی ہے، جب تک یہ ہیں، تجھے مہلت ہے۔ اُس نے کہا کہ ٹھیک ہے میں بھی آپ کے صراط مستقیم پہ بیٹھوں گا اور کسی کو آپ تک نہیں پہنچنے دوں گا۔ اللہ نے کہا: ٹھیک ہے، تجھے یہ اختیار ہے، کرو لیکن میرے مخلص بندوں پر تمہارا بس نہیں چلے گا۔ جو میرے ہیں وہ میرے ہی رہیں گے۔ اسے نکال دیا۔

اب اس کے بعد ایک تو یہ ہے ابلیس جس کا یہ سارا مکالمہ ہوا ہے، باقی یہ اس کی امت ہے جو سب لوگوں تک پہنچتی ہے اور سب کو بہکاتی ہے۔ اس نے اپنی امت Trained کی ہوئی ہے جو یہ کام کرتی ہے۔ انسان بھی اس میں ہیں، جن بھی ہیں، وہ خود

بھی اس میں ہے۔وہ خود بھی اپنا کام کرتا ہےاور یہ سارے اس کے کارندے ہیں جو سارا کچھ کرتے ہیں۔اسے اللہ میاں نے قیامت تک زندہ رہنے کی طاقت دی ہےاور پوری حکومت عطا کردی ہے کہ جاؤ اور تم بہکاؤ۔

اصل مسئلہ یہ ہے کہ بغیر مقابلے کے طاقت آتی نہیں ہے۔انسان جیسا ست الوجود آدمی کہ جہاں بیٹھا ہے، بیٹھا رہے، اس کے لئے کوئی Negative پاور ضروری تھی تا کہ اسے اکسائے ، اسے چھیڑے، اسے غلط کاموں پر ڈالے اور اس میں جو نیک بندے ہیں وہ اس کے مقابلے پر اتریں، وہ نیک بنیں، وہ طاقتور بنیں، جو ست ہیں وہ جائیں اور جہنم کا ایندھن بنیں۔ یہ صرف اللہ میاں نے ایک Negative طاقت ہمیں طاقتور بنانے کے لئے پیدا کی ہے۔

یہ بات انصاری صاحب کی محفل میں بھی ہوئی تھی۔ ہمارے ایک محمد علی صاحب تھے جو پیسے کے رسیا تھے۔ان سے پوچھا کہ تم کیا کرتے اگر شیطان نہ ہوتا؟ انہوں نے کہا کہ میں درخت کی چوٹی پہ بیٹھا رہتا۔ وہیں بیٹھتا، وہیں سوتا، نہ نیچے اترتا اور نہ کہیں جاتا۔ مجھے کوئی چھیڑتا نہ تو مجھے کہیں جانے کی کیا ضرورت تھی؟ نہ کچھ کمانے کی، نہ کچھ کرنے کی۔ میں ادھر ہی بیٹھا رہتا۔

باباجیؒ اس بات پر بہت ہنسے کہ صرف اس لئے یہ ہے کہ طاقت ہمیشہ مخالفت سے پیدا ہوتی ہےاور ہمیں الرٹ اور تیز رکھنے کے لئے، کچھ سیکھنے سکھانے کے لئے اس شیطان کو پیدا کیا ہے تا کہ ہم جاگتے رہیں، سو نہ جائیں جیسے آپ نے کہا ہے کہ میں سو جاؤں۔ یہ صرف اسی لئے ہے۔باقی سب اس کی ایجنسیاں ہیں جنہیں یہ ٹریننگ دیتا ہےاور وہ اس کے مطابق کام کرتے ہیں۔ان میں انسان بھی ہیں، جن بھی ہیں، سب ہیں۔

☆ توجہ کے بارے میں سوال کیا گیا کہ جب توجہ لیتے ہیں تو اس کا مرشد کو بھی علم ہوتا ہے؟ دوسرا یہ کہ توجہ کسی وقت بھی لی جا سکتی ہے؟ اس کے جواب میں فرمایا:

دیکھو بچو! ہم سب کے درمیان اگر رابطہ ہے تو وہ اللہ کی ذات ہے۔ یہ ذہن میں رکھنا۔ ہم سب کا آپس میں رابطہ اللہ کی نسبت سے ہے۔ آپ اللہ اللہ کر رہے ہیں، میں اللہ اللہ کر رہا ہوں، دوسرے بھائی سب اللہ اللہ کر رہے ہیں تو سب ہم ایک دوسرے کے ساتھ Unconsciously رابطے میں ہیں۔ اب اس رابطے سے کوئی کتنا فائدہ اٹھاتا ہے تو یہ اس کی مرضی ہے اٹھائے۔ آپ درمیان میں خصوصی طور سے توجہ لیتے ہیں تو وہ مرشد کا حکم ہے کہ توجہ لیا کریں۔ اب اس کا بھی اثر ہے اور جب آپ خصوصی طور سے توجہ لیتے ہیں تو آپ کا Contact اس سے ہو جاتا ہے۔ جس وقت چاہیں، جب چاہیں۔ یہ ہو جاتا ہے۔ صرف اس لئے کہ ہمیں حکم ہے کہ ہم چوبیس گھنٹے اللہ کو یاد رکھیں اور ہمارا آپس میں Contact اللہ کی ذات سے ہی ہے۔ اگر ہم اللہ کی یاد کر رہے ہیں، میں بھی اللہ کی یاد کر رہا ہوں، آپ بھی اللہ کی یاد کر رہے ہیں تو ہمارا آپس میں Contact ہونا کوئی بعید نہیں، یہ عین ممکن ہے۔ جو توجہ میں طاقت ہے، توجہ کرنے والا ہے، وہ اتنا ہی کامیاب ہے، اسے اتنا ہی فائدہ ہوتا ہے، اسے اتنی ہی توجہ ملتی ہے۔

بھائی نے پوچھا کہ نظر نہیں آتی محسوس ہوتی ہے۔ اس پر فرمایا:

نظر بہت کم لوگوں کو آتی ہے۔ بہت کم۔ Normally یہ محسوس ہی ہوتی ہے۔ باقی سب کو محسوس ہی ہوتی ہے۔

جو بڑے بزرگ ہوتے ہیں انہیں تو ایسے پتا چلتا ہے جیسے ماں بچے کو دودھ پلا رہی ہوتی ہے تو ماں کو پتا چلتا ہے کہ دودھ نکل رہا ہے اور بچے کو مل رہا ہے۔ ہمارے ایک بھائی صدیقی صاحب ایئر فورس سے ریٹائرڈ تھے انہیں سب پیار سے صندوقچی کہا کرتے تھے۔

ہم باباجیؒ کے پاس بیٹھے ہوئے کراچی میں ان کے بھائی کے گھر چھت پر بیٹھے ہوئے تھے۔ رات کا وقت تھا۔ سارے بھائی بیٹھے ہوئے تھے اور باباجیؒ بھی تکیے کے ساتھ نیم دراز لیٹے ہوئے تھے۔ میں پاس ہی بیٹھا ہوا تھا اور میرے پاس ہی صدیقی صاحب تھے۔ صدیقی صاحب توجہ لے رہے تھے تو باباجیؒ نے تین چار دفعہ کہا کہ یار! بس بھی کرو تم نے تو چوسنی لگائی ہوئی ہے۔ بالکل یہی الفاظ تھے۔ دو تین دفعہ انہوں نے کہا۔ میں نے کہا: صدیقی صاحب یہ ہمیں بھی چوسنی لگانے کا طریقہ بتائیں، یہ تم نے کیا کیا ہے؟ اُنہوں نے کہا کہ آپ کو توجہ لینی نہیں آتی تو پھر آپ کو کیا آئے گا؟ ہم لے رہے ہیں، اُنہیں پتا چل رہا ہے۔

باباجیؒ نے کہا کہ بس کرو یہ کیا تم نے مسلسل چوسنی لگائی ہوئی ہے۔ دو تین دفعہ کہا۔ ایسا پتا چلتا ہے کہ جیسے ماں باقاعدہ دودھ پلا رہی ہو۔ بزرگ لوگ کہتے ہوتے ہیں کہ ہم نے آپ لوگوں کو اپنی روح کا رس پلایا ہے۔ یہ مت سمجھیں کہ آپ ایسے ہی بڑے ہو گئے ہیں۔ بزرگ لوگ تو یہاں تک ہوتے ہیں، دیکھتے ہیں۔ جو پاس بیٹھے ہوئے محسوس کرتے ہیں تو پھر دور سے بھی محسوس کرتے ہوں گے۔ بڑے لوگ جو ہیں ان کا یہ سب ہوتا ہے۔ یہ بڑا اچھا مشغلہ ہے۔ جس کو اللہ اللہ کرنے کی عادت پڑ جائے اور درمیان میں یہ اچانک مرشد کا خیال آ جائے تو اس سے زیادہ لطف آتا ہے۔ آپ پاس انفاس میں مصروف ہیں اور درمیان میں وہ بھی آ جائے تو اس میں کیا ہی لطف ہوتا ہے۔ لیا کریں، اللہ تعالیٰ دینے والا ہے، دے گا۔

دل میں ہو یاد تیری گوشہ تنہائی ہو
پھر تو خلوت میں عجب انجمن آرائی ہو
اس کی قسمت پہ فدا دونوں جہان کی دولت
خاک طیبہ پہ جسے چین کی نیند آئی ہو

یہ باتیں بس جو چین ہے اور گوشہ تنہائی جو ہے یہ بڑی کام کی چیزیں ہیں اگر ان سے کوئی کام لے سکے تو آتا ہے۔لطف آتا ہے۔

☆ ایک بھائی نے شیطان کے موضوع پر اپنا نقطہ نظر دیا کہ اس شیطان کو بھی اللہ نے بنایا ہے۔اس پر فرمایا:

ہاں مگر اللہ نے کہا نہیں ہے کہ میں نے بنایا ہے۔اس نے کہا ہے کہ خود ہی بن گئے ہو بظاہر یہ جو قصہ ہے وہ یہی بتا رہا ہے کہ خود ہی بنا ہے۔یہ بھی ہے کہ بنایا تو اس نے ہی ہے۔ یہ دنیا بسائی تھی تو شیطان تو بنانا ہی تھا۔بنایا تو خود اس نے ہے یہ ٹھیک ہے لیکن اللہ میاں یہ مانا نہیں ہے کہ میں نے بنایا ہے۔اس نے بدتمیزی کی تو بن گیا۔

اللہ میاں نے دنیا بنائی تھی۔دنیا میں ایک Negative force ضروری تھا جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا کہ طاقت ہمیشہ مخالفت سے پیدا ہوتی ہے تو وہ اپنے بندوں کی طاقت کے لئے اسے Negative force چاہئے تھی، وہ بنانی ہی بنانی تھی لیکن اللہ میاں نے یہ مانا نہیں ہے کہ میں نے بنائی ہے۔کہتا ہے کہ میں نے تمہیں اختیار دے دیا ہے اب جو تم مرضی بنو۔Negative بنو یا Positive بنو۔یہ تمہاری مرضی ہے۔اللہ میاں تو یہی کہتا ہے کہ یہ تمہاری مرضی ہے۔میں نے تمہیں رستہ دکھا دیا ہے۔یہ میاں رستہ ہے اور یہ Negative رستہ ہے۔اگر اس رستے پہ چلتے ہو تو میں تمہیں اپنا لوں گا، تمہیں جنت میں اور انعامات سے نوازوں گا۔اگر تم Negative چلو گے تو میں تمہیں سزا دوں گا۔اس نے پورا اختیار دے دیا ہے، اپنے ذمے نہیں لگایا بالکل بھی کہ میں نے یہ کیا ہے۔کیا تو سارا خود ہے یہ کھیل تو خود ہی بنایا ہے۔

☆ مجلہ فلاح آدمیت کے مدیر سے مخاطب ہوئے اور فرمایا:

مطالعہ کیا کریں تا کہ آپ کو کوئی اچھے مضمون ملیں۔کسی اچھے مصنف کے،کسی اچھے عالم فاضل آدمی کے، آپ نے سلسلہ تو صحیح شروع کیا ہوا ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو کامیاب کرے۔یہ آپ کا تجربہ ہی ہے۔آہستہ آہستہ آگے بڑھیں۔

مخاطب نے جواب دیا کہ باباجیؒ اب کچھ مطالعہ بڑھا دیا ہے۔اس پر فرمایا:

ہاں ۔آپ کو یہ بڑھانا پڑے گا۔

شیطان نے سجدہ سے انکار کیا تو اس سے پوچھا کہ تم نے انکار کیوں کیا؟ یہ جو بات ہے کہ شیطان نے کہا کہ میں ایسے ہی تیرے بندوں کو بھٹکاؤں گا جیسے تو نے مجھے بھٹکایا تو ایسی بات میرے ذہن میں تو نہیں ہے، اسے میں دوبارہ دیکھوں گا۔

ایک بھائی نے کہا کہ دھتکارنے والے الفاظ تو ہم نے پڑھے ہیں، یہ بھٹکانے والے الفاظ نظر سے نہیں گزرے۔اس پر آپ نے فرمایا:

دھتکارا تو اس وقت جب اس نے انکار کر دیا تھا، اپنے آپ کو بہتر سمجھا۔یہ تکبر جو ہے یہ بھی شرک ہے۔اللہ میاں نے تو اس کے تکبر کو کہا کہ تو نے یہ جو تکبر کیا ہے تمہیں یہ حق حاصل نہیں ہے کہ یہاں رہو۔یہ تو دھتکارا ہے۔لیکن بھٹکانے والی بات میرے علم میں تو نہیں ہے۔

آپ نے بھائیوں سے پوچھا کہ کیا کسی کے علم میں یہ بات ہے؟ ایک بھائی نے کہا کہ یہ آتا ہے کہ جیسے تو نے مجھے بھٹکایا ہے یہ لفظ ہیں۔آپ نے یہ سن کر فرمایا کہ ممکن ہے کہ ہو، اسے دیکھ لیتے ہیں۔ترجمہ بھی کئی طرح سے ہوتا ہے۔یہ لفظ ہو گا تو اس کے بھی کئی جگہ کئی معنی ہوں گے۔اچھا ہے یہ بات کرنے سے بات سامنے آتی ہے۔

بات سامنے آئی تو دیگر بھائیوں نے بھی اس پر خیالات کا اظہار کیا تو آپ نے فرمایا:

ہماری طرف مشہور ہے کہ 'مارے آپ تے بہانہ تاپ'۔اللہ میاں موت خود دیتا ہےاور بہانہ بخار بن جاتا ہے کہ بخار ہو گیا تھااور یہ مر گیا۔ مارتا تو خود ہی ہے۔ یہ وہی بات ہے۔اللہ میاں کرتا کراتا سب خود ہےلیکن اپنے پر لیتا نہیں ہے کہ میں نے یہ سارا کچھ کیا ہے۔دوٹوک کہہ بھی دیا ہے کہ میرے علاوہ تم لوگ کچھ کر بھی نہیں سکتے۔ جو میں کرتا ہوں وہی ہوتا ہے۔یہ اللہ Consolidated طریقے سے کہتا ہے کہ میرے بغیر آپ ایک قدم نہیں چل سکتے۔ جو میں کہتا ہوں وہی ہوتا ہےاور وہی ہو گا۔اللہ اللہ ہے،اسے کون روک سکتا ہے؟ اللہ کہتا ہے کہ کوئی پتا بھی اگر گرتا ہےتو وہ میرے علم میں ہوتا ہے۔یہ ہے،اسی سے اس کو رب مانا ہے کہ ایسا اور کوئی نہیں۔

جب اللہ میاں نے اس کے مطابق فیصلہ کرلیا کہ تم یہاں سے دفع ہو جاؤ،جب یہ فیصلہ کرلیا تو اس نے کہا کہ تم نے مجھے باہر نکالا ہےتو میں بھی انہیں نہیں چھوڑوں گا۔وہ پہلے تو ملعون ہوا،اس کے بعد ہی اس کو طاقت دی کہ ٹھیک ہے میں نے تمہیں مہلت دی ہے۔

ایک دو بھائیوں نے آیت کریمہ کا ترجمہ دیکھااور اس کی مختلف تفاسیر بتائیں تو آپ نے فرمایا:

تفاسیر میں مختلف معنی آتے ہیں۔کسی نے آیت کا ترجمہ دیکھا کہ میں نے تو یہ پڑھا ہے دیکھیں آپ کو بھی اگر پسند آئے اگر یہ صحیح ہے۔یہ ایسا ہی ہے۔مختلف مفسر مختلف ترجمے کرتے ہیں،اب لفظی ترجمہ آپ اگر اغویتنی کا کریں تو یہ گمراہی آتی ہے کہ مجھے تم نے گمراہ کیا یا غلط رستہ دیا۔بہر حال اللہ تعالیٰ ہمیں مزید سمجھا دے تو اللہ مالک ہےاور حکیم ہے وہ سمجھا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ہم تو اللہ کے محتاج ہیں کہ وہ ہمیں سکھاتا رہے۔

Minutely پڑھنا، سیکھنا، اور کوشش کرنا ہمیں بھی سکھا دے۔

کسی چیز کی تہہ تک پہنچنا یہ بہت اچھی بات ہے ۔خاص طور سے قرآن کے الفاظ کے، اور قرآن کے معنی کو غور طلب طریقے سے سوچ سمجھ کے پڑھنا یہ بہت بڑی بات ہے۔ یہ سب کریں ۔اللہ تعالیٰ سمجھانے والا ہے وہ خود کسی وقت سمجھا دے گا۔اصل یہاں کیا ہے تو وہ بات ہی الگ ہوگئی جب آپ اصل تک عرفان جسے کہتے ہیں وہاں تک پہنچیں گے تو یہ بات ہی بالکل الگ نکلے گی۔ہمیں انصاری صاحبؒ نے ایک دفعہ شاید وہ سورۃ العادیات تھی کہ اس کے بارے میں کہا کہ ہمیں جو اللہ میاں نے سکھایا ہے وہ یہ سکھایا ہے۔وہ بالکل ہی الگ بات تھی ۔فرمایا کہ لفظی ترجمہ تو یہ ہے لیکن ہمیں جو اللہ میاں نے پڑھایا ہے وہ ایسا پڑھایا ہے۔ہم سب یہ بات سن کے حیران رہ گئے کہ اُس بات میں اور اس میں کتنا فرق ہے لیکن انصاری صاحبؒ نے فرمایا کہ ہمیں تو یہ پڑھایا گیا ہے۔کوشش کرنی چاہیے ۔اللہ میاں جس پر مہربان ہو تو اسے اللہ میاں بہت کچھ سکھا سکتا ہے ۔

محفل میں شریک بھائیوں نے کئی مفہوم پیش کیے۔اس کے بعد آپ نے فرمایا:

تکبر عزازیل را خوار کرد
بہ زندان لعنت گرفتار کرد

اس کی ذلالت کی اصل وجہ تکبر ہی ہے، وہ تو بنیاد ہی ہے ۔یہ دوسری باتیں جو آپ نے مجھے بتائی ہیں یہ بھی اپنی جگہ سو فیصد درست ہیں ۔اللہ میاں نے اسے ہماری وجہ سے دھتکار دیا اور اللہ میاں نے بھی اپنی مخلوق پر فخر کیا، یہ ایسا نہیں ہے ۔اللہ میاں نے دعویٰ کیا کہ تم اپنا زور لگانا، جو تمہارے ساتھ جائیں گے میں تمہیں اور ان سب کو جہنم میں ڈال دوں گا لیکن

جو میرے مخلص بندے ہوں گے ان پر تمہارا بس نہیں چلے گا۔ اللہ میاں نے فخر کیا کہ میرے مخلص بندوں پر تمہاری چال نہیں چلے گی۔ جو تمہارے ساتھ جائیں گے ان کو اور تم سب کو جہنم میں پھینک دوں گا۔ مجھے تمہاری کسی کی پرواہ نہیں ہوگی لیکن میرے مخلص بندے میرے ساتھ ہی ہوں گے ان پر تمہارا بس نہیں چلے گا۔ اللہ میاں نے اپنے مخلص بندوں کو ویسے ہی نہیں چھوڑ دیا، دعویٰ کیا ہے کہ وہ تمہاری طرف نہیں آئیں گے۔

☆ جو فوت ہو گئے ہیں ان کے لئے دعا کیا کریں آگے اللہ خود مختار ہے جو چاہے کرے۔ ممکن ہے اپنی مخلوق کے پیار میں نہ چاہتے ہوئے بھی آپ کے کہنے پر بخش دے۔ ضرور دعا ہی کیا کریں۔ حضور اقدس ﷺ کا فرمان ہے کہ کسی مردے کے متعلق بات ہو تو سب اس کی اچھائیاں بیان کیا کریں کہ بہت اچھا آدمی تھا، کوئی ان کی برائی نہ سامنے لائے تا کہ اللہ اس کی خامیوں کی طرف دھیان ہی نہ کرے، اس کی صرف اچھائیوں کی طرف خیال ہو۔ کیا پتا ہے اللہ اللہ ہے، بخش دے۔ اس نے تو خود کہا ہے کہ اے مخلوق! جس نے اپنے اوپر ظلم کر دیا ہے اگر تم ایک دفعہ مجھ سے معافی مانگ لو تو میں سارے گناہ معاف کر دوں گا۔ اس کے سامنے کیا مشکل ہے؟ بس سب کے لئے دعا کیا کریں اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا مہربان ہے۔

(آن لائن محفل مورخہ ۱۴ اپریل ۲۰۲۴ء کی گفتگو سے اقتباسات)

بیاد حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ

(پیدائش:29 جولائی 1893ء،وفات:23 جنوری 1977ء)

(ادارہ فلاح آدمیت)

آپؒ کا نام گرامی ''عبدالحکیم'' تھا۔تصوف سے نسبت کی وجہ سے ''خواجہ'' لکھا جاتا ہے۔آبائی تعلق پانی پت والے انصاری خاندان سے ہے جن کا سلسلہ نسب حضرت ابوایوب انصاریؓ سے ملتا ہے۔والد گرامی ''عبدالرحیم'' حافظ قرآن تھے اور والدہ محترمہ کا تعلق خاندان سادات سے تھا۔تین بہن بھائیوں میں آپؒ سب سے بڑے تھے۔آپؒ کے دادا مولانا عبدالعزیزؒ ایک تعلیم یافتہ اور وسیع النظر بزرگ تھے جو لکھنؤ میں سینئر سب جج کے عہدہ پر فائز رہے۔آپؒ کے پردادا بھی عابد زاہد بزرگ تھے جو ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کے عہدہ سے ریٹائر ہو کر دہلی کے قریب فرید آباد آ گئے جہاں آپؒ کا خاندان آباد ہوا۔

آپؒ نے بچپن اپنے دادا مولانا عبدالعزیزؒ کی گود شفقت میں گزارا۔آپؒ کے دادا مولانا عبدالعزیزؒ ایک جید عالم، کامل صوفی، ولی اللہ اور مرد خود آگاہ تھے جن کا ایک بڑا کتب خانہ تھا۔آپؒ نے اس کتب خانہ سے بہت سی کتب کا مطالعہ کر کے دینی و دنیاوی علوم پر دسترس حاصل کی۔اٹھارہ سال کی عمر میں نویں جماعت کے طالب علم تھے۔ان دنوں دینی مدارس سے فارغ التحصیل لوگ جو ملازمت کے خواہش مند ہوتے وہ مولوی فاضل اور

پھر منشی فاضل کا امتحان دیتے جو فارسی میں ہوتے۔ میٹرک کے بعد بھی منشی فاضل کا امتحان دیا جا سکتا تھا۔ منشی فاضل کا امتحان دینے سے انگریزی کا امتحان دینے کا راستہ کھل جاتا تھا اور کسی ادارہ کے تحت لوگ پنجاب یونیورسٹی سے امتحان دے کر گریجوایٹ ہو جاتے تھے۔ آپؒ نے دینی مدارس کی تعلیم اور پھر مولوی فاضل کا امتحان دے کر منشی فاضل کرنے کی بجائے میٹرک کے بعد منشی فاضل کیا اور پھر گریجوایٹ بنے۔ انگریزی سے اردو، اردو سے انگریزی، فارسی سے انگریزی اور انگریزی سے فارسی میں مہارت رکھتے تھے۔

آپؒ کی شادی اپنے چچا کے ہاں ہوئی جو علی گڑھ سے فارغ التحصیل تھے۔ اولاد میں ایک بیٹا عبدالہادی انصاری اور تین بیٹیاں شمسہ بیگم، رابعہ بیگم اور ہمایوں بیگم تھیں۔ شمسہ بیگم سب سے بڑی اور ہمایوں بیگم سب سے چھوٹی تھیں۔ عبدالہادی انصاریؒ جوانی میں چھتیس سال کی عمر میں وفات پا گئے جن کی قبر لاہور میں مزنگ کے قریب واقع قبرستان میانی صاحب میں ہے۔ آپؒ نے اپنے بھتیجے انور علیم انصاری کو گود لے کر بیٹا بنا لیا تھا جو پاک فضائیہ میں ٹیکنیکل آفیسر بھرتی ہو کر ونگ کمانڈر کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے۔ یہ کراچی میں آباد رہے۔ شمسہ بیگم کی شادی خواجہ فخر الحسن سے ہوئی جو کراچی میں رہتے تھے۔ خواجہ فخر الحسن آپؒ کے ہاتھ پر بیعت تھے۔ کراچی میں ماہوار مرکزی حلقہ ان کی رہائش گاہ "شمس النہار" واقع گارڈن ایسٹ پر ہوا کرتا تھا۔ رابعہ بیگم لاہور میں آباد ہوئیں۔ چھوٹی بیٹی ہمایوں بیگم کی شادی شیخ امتیاز علی آفاقی سے ہوئی اور یہ کراچی سے راولپنڈی آباد ہوئیں۔ شیخ امتیاز علی آفاقی سلسلہ توحیدیہ میں با قاعدہ بیعت تو نہیں تھے لیکن کافی عرصہ تک ہفتہ وار مجالس ذکر اور سالانہ اجتماعات میں شرکت کرتے رہے۔ انہوں نے خاندان سلسلہ عالیہ توحیدیہ

میں شامل تمام بزرگوں کے انتہائی مختصر تعارف پر مشتمل ایک کتابچہ بھی لکھا۔ شیخ امتیاز علی آفاقی صاحب کی اولاد میں تین بیٹے مقتدر راوالی، مستنصر رومی اور مبشر سومی اور تین بیٹیاں فرزانہ فاضلی، وردانہ اثری اور صبیحہ شکری ہیں۔ آپؒ کے خاندان سے کبھی کبھار کسی سے رابطہ ہوتا ہے تو شیخ سلسلہ عالیہ توحیدیہ قبلہ محمد یعقوب خان صاحب توحیدی مریدین سلسلہ کو ان کے بارے میں بتاتے ہیں، ایسے مواقع پر بانئ سلسلہؒ سے عقیدت اور ان کے خاندان سے محبت کا اعادہ ہوتا ہے۔

آپؒ نے 1920ء میں انڈین آرمی میں مترجم کے طور پر ملازمت کا آغاز کیا۔ پہلی تعیناتی شملہ میں ہوئی۔ آرمی ہیڈ کوارٹر دہلی میں خاصا وقت گزارا۔ 1947ء میں تقسیم ہند کے وقت پاکستان ہجرت کر کے کراچی آئے۔ یہاں پاک فضائیہ کے ڈرگ روڈ بیس موجودہ شارع فیصل میں بطور لائبریرین ملازمت شروع کی۔ 1955ء میں کراچی سے بنوں مستقل سکونت کا فیصلہ کیا تو ملازمت سے استعفیٰ دے دیا۔

بچپن سے ہی آپؒ میں بزرگی کے آثار موجود تھے، کرامات کا ظہور ہوتا تھا۔ اولین تربیت میں آپؒ کے دادا جناب مولانا عبدالعزیزؒ کی صحبت کا بڑا کردار رہا۔ جوانی تک تصوف، روحانیت وسلوک پر ایک واضح فہم پیدا ہو چکا تھا۔ خاصا وقت صاحب تحقیق و صاحب علم وعرفاں بزرگ کی تلاش میں گزرا۔ آپؒ کا مطمعٔ نظر روحانی قوت کا حصول، تزکیہ اخلاق اور دیدار ذات باری تعالیٰ تھا۔ آپؒ کے مطالعہ، تحقیق وجستجو میں مرکزیت دیدار ذات باری تعالیٰ کے مقصد کے لئے رہی۔ 1911ء میں اٹھارہ سال کی عمر میں نقشبندیہ

مجددیہ سلسلہ کے بزرگ مولانا کریم الدین احمدؒ سے بیعت ہوئے۔اس بیعت کے وقت آپؒ کی عمر اٹھارہ سال تھی اور نویں جماعت کے طالب علم تھے۔اس بیعت پر آپ کو چوبیس گھنٹے پاس انفاس اور پانچ ہزار دفعہ روزانہ ذکر نفی اثبات بالجہر تعلیم ہوا۔تین برس کی محنت و لگن سے اپنے مرشد کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے ان سے تحریری خلافت کا پروانہ پایا۔ 1920ء میں مولانا کریم الدین احمدؒ کی وفات کے بعد سلسلہ چشتیہ کے ایک مشہور بزرگ سید محمد قاسم کلیمیؒ سے بیعت کی۔پانچ سال میں چشتیہ سلوک بھی طے کیا۔آپؒ کا مقصد حیات یعنی دیدار ذات باری تعالیٰ کا حصول ابھی ممکن نہ ہوا۔ 1928ء میں آپؒ کی ملاقات اویسی بزرگ جناب رسالدار محمد حنیف خان صاحبؒ سے ہوگئی۔یہ وہی بزرگ تھے جن کا نام گرامی آپؒ کے دادا مولانا عبدالعزیزؒ نے خواب میں آپؒ کو بتایا تھا اور جن کے بارے میں مولانا کریم الدین احمدؒ نے بشارت دی تھی کہ میرے مرنے کے بعد تمہیں ایک دوست ملے گا جس کے پاس تمہارا حصہ ہے۔اس کی تعلیم اور صحبت سے تمہارے اندر وہ صلاحیتیں پیدا ہو جائیں گی جو جیتے جی اللہ کا دیدار حاصل کرنے کے لئے لازمی ہوتی ہیں۔ رسالدار محمد حنیف خان صاحبؒ سے آپؒ کی دوستی کا دورانیہ کم و بیش انیس سال پر محیط ہے۔رسالدار محمد حنیف خانؒ کی صحبت اور روحانی فیض سے آپؒ کو دیدار ذات باری تعالیٰ کی سعادت میسر آئی۔

تقسیم ہند کے موقع پر آپؒ کراچی آباد ہوئے۔ 1955ء میں کراچی سے بنوں رہائش پذیر ہوئے جہاں سے اکتوبر 1964ء میں لاہور آ گئے۔آپؒ کو ایک بزرگ کی ہی

شہرت پسند نہ تھی تاہم اللہ کی مشیت ہو کر رہتی ہے۔ کراچی ملازمت کے دوران آپؒ کی بزرگی و تعلق باللہ قریب کے لوگوں پر کھلتا گیا۔ ان میں شوق پیدا ہوا کہ وہ آپؒ سے روحانیت سیکھیں۔ آپؒ نے انہیں ذکر اذکار کا بتانا شروع کیا۔ 1950ء تک ایسے لوگوں کا ایک اچھا حلقہ پیدا ہوا جو آپؒ کے گرویدہ اور آپؒ کی تعلیمات پر عمل کر رہے تھے۔ آپؒ نے باقاعدہ طور پر سلسلہ عالیہ توحیدیہ کی بنیاد 1953ء میں رکھی۔

تصوف و روحانیت میں آپؒ نے اپنی مخصوص سوچ و فکر کو اپنی کتاب 'تعمیر ملت' میں قلمبند کیا۔ سلسلہ عالیہ توحیدیہ کے مریدین کی تعداد میں اضافہ ہوا تو آپؒ نے 1962ء میں اپنے سلسلہ کے ذکر اذکار قواعد و ضوابط اور آداب نظم و ضبط کو اپنی ایک مختصر سی کتاب 'طریقت توحیدیہ' کی صورت قلمبند کیا۔ یہ کتاب سلسلہ توحیدیہ کے دستور کی حیثیت رکھتی ہے جس میں ہر دور میں سلسلہ عالیہ توحیدیہ میں شامل افراد کا عمل کرنا لازم قرار دیا گیا ہے یہی کتاب تصوف کی تاریخ میں پہلی ایسی کتاب ہے جس میں کسی سلسلہ کے بانی نے اپنی تمام تعلیمات سلوک کو تحریری صورت پیش کیا۔ تصوف کے سلاسل میں وحدت الوجود کا مسئلہ خاص توجہ کا حامل ہے۔ اس پر آپؒ نے اپنا نقطہ نظر اپنی مختصر سی کتاب 'حقیقت وحدت الوجود' میں پیش کیا جو 1969ء میں شائع ہو کر منظر عام پر آئی۔ آپؒ کے سالانہ خطبات کا مجموعہ 'چراغ راہ' کے عنوان سے موجود ہے۔

آپؒ کی توحیدیہ تعلیمات سے مستفیض ہونے والے لوگوں کا سلسلہ جاری رہا۔ آپؒ کے بعد شیخ سلسلہ عالیہ توحیدیہ (سوم) جناب محمد صدیق ڈار توحیدیؒ نے بیش قدر خدمات سرانجام دیں۔ قبلہ ڈار صاحبؒ نے آپؒ کے خطوط کو جمع کرایا، آپؒ کی محافل کے

حالات و واقعات اور ملفوظات کو آپؒ کی زندگی کے حالات اور آپؒ کے محسن جناب رسالدار محمد حنیف خان شہیدؒ کے ایک جامع تعارف کو ایک کتاب 'فرمودات فقیر' کے عنوان سے شائع کیا۔ یہ کتاب بانی سلسلہ عالیہ توحیدیہ حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ کے بارے میں ایک بنیادی مآخذ اور مستند ترین کتاب ہے۔ آپؒ کی تعلیمات کی تشریح و ضاحت اور سلسلہ عالیہ توحیدیہ کا ایک خاص علمی و تحقیقی رنگ شیخ سلسلہ عالیہ توحیدیہ (سوم) قبلہ جناب محمد صدیق ڈار صاحب توحیدی کی کتب میں خوب جھلکتا ہے۔ جناب محمد صدیق ڈار صاحب توحیدیؒ کی سالانہ خطبات پر مشتمل ایک کتاب 'مقصود حیات' ان کی زندگی میں شائع ہوئی۔

شیخ سلسلہ عالیہ توحیدیہ قبلہ محمد یعقوب خان توحیدی نے سلسلہ عالیہ توحیدیہ کے فکری و نظریاتی اثاثہ کو آئندہ نسلوں کے لئے محفوظ کرتے ہوئے شیخ سلسلہ عالیہ توحیدیہ (سوم) جناب محمد صدیق ڈار صاحب توحیدیؒ کے بقیہ سالانہ خطبات کو ان کی ایک کتاب 'انسانی زندگی کی روحانی تعبیر' کے عنوان سے شائع کیا۔ دوسری ایک کتاب کو 'مقالات معرفت' کے عنوان سے شائع کیا جو جناب محمد صدیق ڈار صاحب توحیدیؒ کے مجلّہ فلاح آدمیت کے لئے لکھے گئے مضامین کا مجموعہ ہے۔ دو جلدوں پر محیط تیسری کتاب کو 'نقوش مہر و وفا' کے عنوان سے شائع کیا۔

حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ کا روحانی فیض آپؒ کے سلسلہ میں رواں ہے اور مریدین سلسلہ عالیہ توحیدیہ اپنے روحانی پیشوا شیخ سلسلہ عالیہ توحیدیہ قبلہ محمد یعقوب خان صاحب توحیدی کی سرپرستی میں توحیدیہ فیض سے مستفیض ہو رہے ہیں۔ شیخ سلسلہ عالیہ

توحیدیہ قبلہ محمد یعقوب خان صاحب توحیدی کی ہمارے درمیان موجودگی وسرپرستی ہم مریدین سلسلہ کے لئے کئی حوالوں سے خاص طور پر باعث برکت ہے کہ آپ نے بانیٔ سلسلہ حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ کے ہاتھ پر بیعت کی سعادت پائی، بانیٔ سلسلہؒ کی محافل میں ان کی صحبت میں خاصا وقت گزارا، بانیٔ سلسلہؒ سے کئی مواقع پر ان الفاظ میں 'عارف' کا خطاب پایا کہ میرا بیٹا عارف بنے گا، آؤ میرے عارف بیٹے کے پاس چلتے ہیں۔ علاوہ ازیں جب حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ کا وصال ہوا تو شیخ سلسلہ عالیہ توحیدیہ قبلہ محمد یعقوب خان صاحب توحیدی آپؒ کو غسل دینے والے دو افراد میں سے ایک تھے۔

یہ بات خوب مشاہدہ میں آرہی ہے کہ جیسے جیسے سلسلہ عالیہ توحیدیہ کا وقت گزر رہا ہے اس روحانی سلسلہ میں جاری فیض میں اضافہ ہو رہا ہے اور اس روحانی فیض کے بہترین ثمرات سے مریدین سلسلہ خوب مستفیض ہو رہے ہیں۔ شیخ سلسلہ عالیہ توحیدیہ قبلہ محمد یعقوب خان صاحب کی یہ بات پوری طرح ثابت ہوتی آئی ہے کہ جیسے جیسے وقت گزرے گا سلسلہ عالیہ توحیدیہ کی تعلیمات میں نکھار آتا جائے گا اور ان تعلیمات کے ثمرات دنیا پر واضح ہوتے چلے جائیں گے۔ ان شاء اللہ۔ بلا مبالغہ سلسلہ عالیہ توحیدیہ حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ کی طرف سے صدقہ جاریہ ہے جس میں آپؒ کے لئے ایصال ثواب و دعاؤں کا ایسا سلسلہ قائم و دائم ہے۔ اللہ تعالیٰ آپؒ کے سلسلہ توحیدیہ کو وسعت، رفعت، شان و شوکت اور بزرگی سے نوازے، مخلوق خدا کی خدمت کے لئے قبول فرمائے، اور آپؒ کی اولاد میں بھی سب کو خوشحال رکھے اور ہمیشہ بہترین نعمتوں سے نوازے۔ آمین۔

عنوان مسلمانی

(عنوان دوم: حق باری تعالٰی کی معرفت کے بیان میں)

(امام غزالیؒ)

فصل: اے عزیز! اب تو سُبحانَ اللّٰہِ وَالحَمدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکبَر۔ پاک ہے اللہ اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے اور کوئی معبود نہیں مگر اللہ اور اللہ بہت بڑا ہے، کے معنی سمجھ کہ یہ چھوٹے سے چار کلمے معرفت الٰہی کے جامع ہیں اور جب تو اپنی پاکی اور تنزیہ سے خدا تعالٰی کی پاکی و تنزیہ پہچان لے کہ تمام اسباب اور درمیانی واسطے اسی کے تابع ہیں۔ جیسے قلم کاتب کے ہاتھ میں تو الحمد للہ کے معنی جان لیے کہ جب اس کے سوا کوئی نعمت دینے والا نہیں ہے تو حمد و شکر اس کے سوا اور کسی کے لئے نہیں ہو سکتا۔ اور جب تو نے یہ امر معلوم کر لیا کہ احکم الحاکمین کے سوا کوئی خود مختار حاکم نہیں تو لا الہ الا اللہ کے معنی بھی تجھ کو معلوم ہو گئے۔ اب اللہ اکبر کے معنی پہچاننے چاہئیں اور یہ بات جاننی چاہئے کہ یہ سب کچھ جو تو نے پہچانا ہے خدا تعالٰی کی کنہ اور حقیقت کو نہیں جانا ہے کیونکہ خدا تعالٰی بہت بزرگ اور بڑا ہے، اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ اس بات سے بزرگ تر اور بڑا ہے کہ خلق اسے قیاس سے پہچان سکے۔ یہ معنی نہیں ہیں کہ وہ اوروں سے بڑا اور بزرگ ہے۔ کیونکہ اس کے ساتھ اور کوئی چیز خود موجود نہیں کہ وہ اس چیز سے بزرگ اور بڑا ہو۔ اس لئے کہ سب موجودات اسی کے وجود کا نور ہے، آفتاب کا نور آفتاب سے علاوہ اور کوئی چیز نہیں کہ یہ بات کہہ سکیں کہ آفتاب اپنے نور سے بڑا اور بزرگ ہے بلکہ اللہ اکبر کے یہ معنی ہیں کہ وہ اس امر سے بزرگ ہے کہ عقل و قیاس سے آدمی اسے پہچان سکے۔ معاذ اللہ خدا تعالٰی کی پاکی

اور تنزیہ آدمی کی پاکی اور تنزیہ سے کیا ہوگی۔ آدمی تو کیا وہ تمام مخلوقات کی مشابہت سے پاک ہے اور معاذاللہ خدا تعالیٰ کی بادشاہی آدمی کی بادشاہی سے کیا مشابہ ہوگی جو اسے اپنے بدن پر اور نعوذباللہ خدا تعالیٰ کے علم وقدرت صفات وغیرہ آدمی کی صفتوں کی مانند کیسے ہو سکتے ہیں۔ بلکہ یہ تو ایک شائبہ سا ہے کہ تجھے عجز و بشریت کی حالت میں حضرت الٰہیت کا کچھ جمال حاصل ہو جائے اور اس شائبہ کی مثل ایسی ہے جیسے ہم سے کوئی لڑکا پوچھے کہ ریاست وسلطنت اور حکمرانی میں کیا مزہ ہوتا ہے۔ اس سے ہم یہی کہیں گے جیسے گیند ڈنڈا کھیلنے میں مزہ ہے اس لیے کہ وہ اس مزہ کے سوا کوئی مزہ جانتا ہی نہیں اور جو مزہ اسے حاصل ہی نہ ہوگا اس کو وہ قیاس سے پہچان بھی نہیں سکے گا۔ ہاں اس مزہ کو البتہ پہچانے گا جس کا شائبہ اسے حاصل ہے۔ یہ سب کو معلوم ہے کہ سلطنت کی لذت کو گلی ڈنڈا کھیلنے کی لذت سے کچھ نسبت نہیں لیکن بہر حال لذت اور خوشی کا نام دونوں پر صادق آتا ہے تو نام میں ایک وجہ سے کچھ برابر نہیں ہیں اسی ذریعہ سے لڑکوں کو اس معرفت کا شائبہ معلوم ہو سکتا ہے۔ اے عزیز! معرفت الٰہی کا جو شائبہ اور مثالیں بیان ہوئیں انہیں ایسا ہی جان تو خدا تعالیٰ کے سوا خدا تعالیٰ کی حقیقت کو تمام وکمال کوئی نہیں جان سکتا۔

فصل: حق تعالیٰ سبحانہٗ کی معرفت کی تفصیل دراز ہے۔ ایسی مختصر کتاب میں پورے طور پر بیان نہیں ہو سکتی۔ جس قدر بیان ہوا اتنا ہی اس بات کے لئے کافی ہے کہ لوگ آگاہ ہو جائیں اور آدمی کو اپنی قدرت کے مطابق پوری معرفت ڈھونڈنے کا شوق پیدا ہو جائے اس لئے کہ آدمی کا کمالِ سعادت اسی کی بدولت ہے۔ بلکہ آدمی کی سعادت کا ذریعہ خدا کی معرفت، بندگی اور عبادت ہے۔ یہ بات کہ آدمی کی سعادت خدا کی معرفت میں ہے اس کی وجہ پہلے

بیان ہو چکی ہے۔لیکن یہ کہ بندگی اور عبادت بھی آدمی کے لئے موجب سعادت ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ آدمی جب مرے گا تو خدا ہی سے سروکار ہوگا۔ الیہ المرجع و المصیر اور جس شخص کو کسی کے پاس رہنا ہو اس شخص کا موجب سعادت یہی ہے کہ جس کے پاس رہتا ہے اسے دوست رکھے۔اور اسے جتنا زیادہ دوست رکھے گا اتنی ہی سعادت بڑھے گی۔اس لیے کہ محبوب کے دیدار میں بہت زیادہ لذت و راحت ہوتی ہے۔اور آدمی کے دل پر خدا تعالیٰ کی دوستی معرفت اور ذکر کی کثرت ہی سے زیادہ ہوتی ہے۔اس لئے کہ جو شخص کسی کو دوست رکھتا ہے اس کا ذکر زیادہ کرتا ہے اور جب اس کا ذکر زیادہ کرتا ہے تو اس کے دوستوں میں ہو جاتا ہے اسی لئے حق سبحانہٗ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی بھیجی اور فرمایا:

اَنَا بُدُّکَ الْکَازِم فَالزِم بُدُّکَ.

تو نے میرے ساتھ رہنا ہے لہذا میری دوستی کا ساماں فراہم کر۔

یعنی میں تیرا سہارا ہوں اور تیرا سروکار مجھی سے ہے۔ایک دم میرے ذکر سے غافل نہ رہ اور دل پر ذکر جب ہی غالب ہوتا ہے کہ آدمی ہمیشہ عبادتوں میں مشغول رہے اور فراغت کے ساتھ عبادت اسی وقت ہوتی ہے کہ آدمی سے خواہشوں کا رشتہ تعلق ٹوٹ جائے اور خواہشوں کا تعلق جب ٹوٹتا ہے کہ آدمی گناہوں سے ہاتھ اٹھا لے تو گناہوں سے ہاتھ اٹھانا فراغت دل کا سبب ہے اور عبادت کرنا غلبہ ذکر کا ذریعہ اور یہ دونوں کے اسباب ہیں اور محبت ختم سعادت ہے اور سعادت نجات اور فلاح سے عبارت ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے:

قد افلح المومنون. بے شک مومنوں نے فلاح پائی۔

اور فرمایا ہے:

قَدْ اَفْلَحَ مَن تَزَکّٰی. وَذَکَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰی.

بے شک اس نے نجات پائی جس نے اپنے آپ کو پاک کیا اور یاد کیا اپنے پروردگار کا نام پھر نماز پڑھی۔

اور چونکہ سب کام عبادت نہیں ہو سکتے بلکہ بعض ہو سکتے ہیں اور تمام خواہشوں سے دستبردار رہونا ممکن ہے نہ درست ہے اس لئے اگر آدمی کھانا نہ کھائے تو ہلاک ہو جائے گا۔ اگر بیوی سے جماع نہ کرے گا نسل منقطع ہو جائے گی۔یعنی بعض خواہشیں لائق ترک بعض قابل عمل ہیں تو اندازہ چاہیے کہ قابل ترک کو لائق عمل سے جدا کر دے۔اور یہ دو حال سے خالی نہیں یا آدمی اپنی عقل، خواہش اور تجویز سے حد مقرر کرے اور اپنی فکر و غور سے اختیار کرے یا دوسرے سے حد بندی اور اندازہ کرائے۔ اور یہ محال ہے کہ آدمی کو اپنی تجویز اور اپنے اختیار پر چھوڑ دیں۔اس لیے کہ خواہش خود اس پر غالب ہوتی ہے۔اس پر ہمیشہ راہ حق پوشیدہ رکھتی ہے اور جس چیز سے آدمی کی مراد برائی ہے، خواہش کے سبب وہ چیز اسے اچھی نظر آتی ہے تو چاہیے کہ خود مختار نہ کیا جائے بلکہ کسی دوسرے کا فرمانبردار بنایا جائے۔اور ہر ایک اس قابل نہیں کہ اس کی فرمانبرداری کی جائے بلکہ اس کے لئے بڑا دور اندیش ہونا چاہیے اور وہ انبیاء ہیں تو یہ شریعت کے اتباع اور اس کی حدود و احکام کو لازم پکڑنا ضرور سعادت کا راستہ متصور ہو گا۔اور بندگی کے یہی معنی ہیں اور جو شخص شریعت کی حدود سے گزر جائے، اپنے ہاتھوں سے ہلاکت کے خوف میں پڑے گا۔اسی بناء پر خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَمَن يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَه.

جو اللہ کی حدود سے بڑھ گیا اس نے اپنے اوپر ظلم کیا۔

حجۃ اللہ البالغہ

(مبحث اول: تکلیف شرعی اور جزاء وسزا کے بیان میں)

(عربی: شاہ ولی اللہ، ترجمہ: مولانا خلیل احمد بن مولانا سراج احمد)

باب ۱۲: اعمال کا ملکات نفسانی سے تعلق:

معلوم کرو کہ اعمال کے ذریعہ سے نفسانی ملکات کا ظہور اور بیان ہوتا ہے۔ یہ اعمال ان کے لئے بمنزلہ دام کے ہیں۔ عرف طبعی میں اعمال ان کے ساتھ متحد ہوا کرتے ہیں یعنی قدرتی سبب کی وجہ سے جس کو صورت نوعیہ عطا کرتی ہے۔ عام لوگوں کا اس پر اتفاق ہے کہ وہ ان ملکات کو اعمال سے تعبیر کیا کرتے ہیں۔ یہ اس لئے ہے کہ خواہش اور ارادہ سے جب کسی کام کی آمادگی پیدا ہوتی ہے اور نفس اس کا کہا مان لیتا ہے تو اس ارادے سے انبساط اور فرحت ہوتی ہے۔ اور اگر نفس نے اس کا کہا نہ مانا تو اس میں انقباس اور افسردگی پیدا ہوتی ہے۔ جب وہ عمل سرزد ہو جاتا ہے تو اس عمل کا چشمہ قوت ملکی یا بہیمی مضبوط اور مستقل اور اس کا مقابل کمزور ہو جاتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اسی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ نفس آرزو اور خواہش کرتا رہتا ہے اور شرمگاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔ تم کسی خلق کو نہ دیکھو گے کہ جس کے لئے خاص خاص اعمال او رصورتیں نہ ہوں کہ جن سے اس خلق کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے انہیں سے اس خلق کو تعبیر کرتے ہیں انہیں اعمال کی صورت سے اس خلق کا اظہار ہوتا ہے اگر کوئی شخص کسی کی شجاعت کا بیان کرے اور اس سے اس کی شجاعت کو دریافت کریں تو یہ اس کی سخت سخت جفاکشوں کو ہی بیان کرے گا اور ان درہموں اور دیناروں کی کیفیت بیان کرے گا

جس کو وہ فیاضی سے خرچ کرتا ہے اگر کوئی شخص ارادہ کرے کہ شجاعت اور سخاوت کی صورتیں اس کے سامنے پیش ہوں تو ان اعمال کی صورتوں کی ہی اس کو حاجت پڑے گی۔ ہاں اگر اس نے خدا کی فطرت کو جس پر خدا نے لوگوں کو اس پر پیدا کیا ہے بدل دیا ہو گا وہ ایسا نہ کریگا۔ اگر کسی شخص میں کوئی خلق موجود نہ ہو اور وہ چاہے کہ وہ خلق مجھ میں پیدا ہو جاوے تو اس کا طریقہ یہی ہے کہ اس خلق کے موقعوں کا متلاشی ہو اور ان اعمال کی محنت برداشت کرے جن کا اس خلق سے تعلق ہو اور اس خلق کے توانا اور پرزور لوگوں کے واقعات کو یاد رکھے۔

اس کے بعد یہ ہے کہ اعمال منضبط امور ہوا کرتے ہیں جن کے لئے اوقات معین ہوتے ہیں وہ سامنے نظر آتے ہیں نقل کئے جاتے ہیں اوروں پر ان کا اثر ہوتا ہے وہ قدرت اور اختیار میں داخل ہوتے ہیں یہ ہوسکتا ہے کہ ان کے کرنے نہ کرنے پر دارو گیر کی جائے۔

اعمال اور ملکات اعمال کے حفظان میں نفوس سب برابر نہیں ہوا کرتے بعض نفوس تو بڑے دانا ہوتے ہیں کہ بہ نسبت اعمال کے ملکات زیادہ تو ان کے متمثل رہتے ہیں۔ ان کا اصلی کمال صرف اخلاق ہوتے ہیں انہیں اخلاق کی وجہ سے اعمال کی صورتیں بھی اس لئے ان کے پیش نظر رہتے ہیں کہ یہ اعمال ان ملکات کے لئے قالب اور ہیکل ہوا کرتی ہیں اس لئے وہ اعمال کی بھی محافظت کرتے ہیں لیکن یہ محافظت اخلاق محافظت کی نسبت کم ہوتی ہے یہ محافظت اسی درجہ ہوتی ہے جیسے کہ خواب میں مقصود معانی کا متمثل ہونا۔ مثلاً مونہوں اور شرمگاہوں پر مہر لگانا۔

اور بعض نفوس ضعیف ہوا کرتے ہیں چونکہ نفسانی ملکات ان میں مستحکم طور پر نہیں ہوتے اس لئے وہ اعمال کو ہی اپنا عین کمال سمجھتے ہیں ان کے اعمال میں مضمحل طور پر ملکات کی صورتیں نمایاں ہوتی ہیں اس لئے وہ اعمال سے ملکات کو جمع کرتے رہتے ہیں۔ اس قسم کے

لوگ اکثر ہوا کرتے ہیں اور انہیں کو تعین او قات کی سخت حاجت ہوتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ شرائع الٰہیہ نے اعمال کا نہایت اہتمام کیا ہے۔

بہت سے اعمال ایسے ہیں جن کا تقرر ملاء اعلیٰ میں ہو چکتا ہے اور ان نفسیاتی ملکات سے قطع نظر کر کے کہ جن سے وہ اعمال سرزد ہوتے ہیں خود ان اعمال کی خوبی اور برائی ملاء اعلیٰ کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔اس لئے کسی عمدہ عمل کا کرنا ایسا ہوتا ہے کہ گویا ملاء اعلیٰ کی جانب سے ادا کرنے والے نے الہام قبول کرلیا کہ اپنے آپ کو ان سے قریب کرے ان کے مشابہ ہو جاوے،ان کے انوار کو حاصل کرے اور برے کام کرنے سے ان کے مخالف اثر ہوتے ہیں۔

اعمال کا ملاء اعلیٰ میں اس طرح تقرر کئی طرح سے ہوتا ہے۔

کبھی اس طرح کہ ان کو اپنے پروردگار کی جانب سے معلوم ہو جاتا ہے کہ انسانی انتظام جب ہی منتظم ہوگا کہ خاص خاص اعمال ادا کئے جاویں اور بعض بعض اعمال سے باز رہیں۔اس لئے وہ اعمال ان کے سامنے متصور ہوتے ہیں اور پھر وہیں سے شریعتوں میں ان کا نزول ہوتا ہے۔

اور کبھی اس طرح پر ہوتا ہے کہ بزرگ نفوس جنہوں نے اعمال کی مشق کی ہوتی ہے اور ان کو ہمیشہ استعمال کیا ہے جب وہ ملاء اعلیٰ کی طرف منتقل ہوتے ہیں اور ملاء اعلیٰ کی خوبی اور برائی ان کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور اسی حالت میں مدتیں گزر جاتی ہیں تو اعمال کی صورتیں ملاء اعلیٰ کے سامنے قرار پکڑ جاتی ہیں تو اب اعمال ایسا ہی اثر کرتے ہیں جیسا کہ عزیمتوں اور منتروں کا اثر ہوتا ہے جن کی ہیئتیں اور صفات سلف سے نقل ہوتے چلے آتے ہیں والله اعلم۔

باب ۱۲: جزا و سزا کے اسباب:

معلوم کرو کہ جزا و سزا کے اسباب اگرچہ بہت ہیں لیکن ان کا مآل دو قاعدوں کی طرف ہے۔

اول یہ کہ نفس اپنی قوۃ ملکی کی وجہ سے کسی عمل اور خلق کو جن کا وہ اکتساب کرتا ہے یہ معلوم کرتا ہے کہ یہ قوت ملکی کے مناسب اور موافق نہیں ہے اس لئے اس میں ندامت اور حسرت و افسوس پیدا ہوتا ہے اور اکثر اسی کی وجہ سے خواب یا بیداری میں ایسے ایسے واقعات پیش آتے ہیں جن میں تکلیف، اہانت اور تہدید ہوا کرتی ہے اور اکثر نفوس میں اس الہام کی استعداد ہوتی ہے کہ فلاں عمل اور خلق مخالف ہے اور ملائکہ کے ذریعہ سے اس مخالفت کا ظہور ہوجاتا ہے۔ نفس میں جیسے کہ اور علوم کی استعداد ہوتی ہے ایسے ہی اس قسم کی بھی استعداد ہوتی ہے۔ اسی قاعدہ کی طرف اشارہ اس خدا تعالیٰ کے قول میں ہے:

بَلٰی مَن کَسَبَ سَیِّئَۃً وَأَحَاطَتْ بِہٖ خَطِیْـئَتُہٗ فَأُوْلٰـئِکَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خَالِدُوْنَ۔

پس جو لوگ برے کام کریں، ان کی خطا ان کو گھیر لے تو یہ لوگ جہنمی ہیں، ہمیشہ وہ اس میں رہیں گے۔

اور دوسرا سبب خطیر القدس کا لوگوں کی طرف متوجہ ہونا ہے اس لئے کہ ملاء اعلیٰ میں اکثر صورتیں اور اعمال و اخلاق پسندیدہ اور باعث خوشنودی اور اکثر ناپسندیدہ اور باعث خوشی ہیں۔ اسی وجہ سے وہ اپنے پروردگار سے اہتمام بلیغ سے درخواست کرتے ہیں کہ پسندیدہ اخلاق والوں کو آرام پہنچے اور بد اعمال نکبت میں مبتلا ہوں۔ ان کی دعا کو خدا قبول فرماتا ہے

اوران فرشتوں کے ارادے لوگوں کا احاطہ کر لیتے ہیں اور علوم کی طرح خوشنودی یا لعنت کی صورت ان پر مترشح ہوتی ہے اس لئے ایسے ایسے واقعات مشکل ہوتے ہیں جن میں تکلیف یا مہربانی و انعام پایا جاتا ہے اور ملاء اعلیٰ کا مختلف صورتوں میں ظہور ہوتا ہے۔ کبھی مہذ دانہ صورت میں اور کبھی سرور و بہجت پیش کرتے ہوئے۔ ملائکہ کی ناخوشی سے کبھی نفس پر برا اثر پڑتا ہے اور نفس میں غشی یا مرض کی سی حالت پیدا ہو جاتی ہے۔

بلکہ خاص حق الامر یہ ہے کہ جب سے خداوند عالم نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے تب ہی سے اس کو لوگوں کے ساتھ ایک خاص توجہ ہے۔ وہی توجہ اس کے باعث ہے کہ لوگوں کو بے مہار اور مہمل نہ چھوڑے۔ ان کے اعمال پر اسے مواخذہ کرے لیکن اس کے ادراک کرنے میں چونکہ دقت تھی اس لئے ہم نے ملائکہ کی دعا کو اس کا عنوان قرار دیا ہے۔ واللہ اعلم۔ اور اسی قاعدہ کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے:

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُواْ وَمَاتُواْ وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَن يُقْبَلَ مِنْ أَحَدِهِم مِّلْءُ الأرْضِ ذَهَباً وَلَوِ افْتَدَى بِهِ أُوْلَـئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ وَمَا لَهُم مِّن نَّاصِرِينَ۔

جن لوگوں نے کفر کیا اور کفر ہی کی حالت میں مر گئے ان پر خدا اور تمام فرشتوں اور آدمیوں کی لعنت ہے وہ ہمیشہ اسی لعنت میں رہیں گے ان سے عذاب کم نہ کیا جائے گا اور نہ وہ رستگاہ ہوں گے۔

اور یہ دونوں قاعدے باہم مل بھی جایا کرتے ہیں اور ان کے ملنے سے استعداد نفس اور اعمال کے لحاظ سے اکثر عجیب عجیب صورتیں پیدا ہوتی ہیں لیکن پہلے قاعدے کو زیادہ قوت ان اعمال اور اخلاق میں ہوتی ہے جو اصلاح یا فساد نفس کے باعث ہیں اور اس وجہ کو وہ نفس

زیادہ قبول کرتے ہیں جو نہایت ذکی اور قوی ہوں اور دوسرے کو قوۃ ان اعمال و اخلاق میں ہوتی ہے۔ عامہ کے مخالف ہوں اور اس انتظامی حالت کے منافی ہوں جن کا مآل یہ ہے کہ لوگوں کے انتظامات درست ہو جائیں۔ اس وجہ کو وہ نفوس قبول کرتے ہیں جو کہ خود کمزور اور قبیح ہوتے ہیں۔

ان اسباب میں سے ہر ایک کے لئے خاص خاص مواقع ہوتے ہیں جو اس سبب کے اثر سے ایک خاص وقت تک روکتے ہیں۔ پہلے سبب سے قوت ملکی کا ضعف اور قوۃ بہیمی کا غلبہ مانع ہوتا ہے۔ بہیمت بڑھتے بڑھتے نفس کو بالکل بہیمی ہو جاتا ہے۔ قوت ملکی تکلیف سے اس کو کوئی رنجش نہیں ہوتی لیکن بہیمی چادر سے نفس سبکدوش ہوتا ہے (مرنے کے بعد) اور بہیمت سے اس کو مدد نہیں پہنچتی اور قوت ملکی کی بجلیاں اس پر چمکتی ہیں تب اس کو رنج و آرام رفتہ رفتہ محسوس ہوتا ہے اور دوسرے سبب سے یہ امر مانع ہوتا ہے کہ اس سبب کے حکم کے مخالف اسباب متفق ہو جائیں۔ یہاں تک کہ جب مقدر موت کا وقت آتا ہے تو اس وقت جزا و سزا کی روانگی تیزی سے ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ۔

ہر ایک قوم کا ایک وقت معین ہے جب وہ وقت آ جاتا ہے تو ایک گھڑی کی دیر نہیں ہوتی اور نہ وہ اس سے پہلے اپنے آپ کو کر سکتے ہیں۔

دوسرا مبحث زندگی اور بعد موت کے جزا و سزا کی کیفیت میں ہے۔

گلستان سعدیؒ

(پہلا باب: بادشاہوں کی عادت کے بیان میں)

(شیخ سعدیؒ)

حکایت 23: ایک بادشاہ کو ایک ایسا خوفناک مرض تھا جس کا ذکر نہ کرنا ہی بہتر ہے۔ یونانی حکیموں کا ایک گروہ اسی بات پر متفق ہوگیا کہ اس مرض کی کوئی دوا نہیں بجز ایسے آدمی کے پتہ کے جو اتنی صفات رکھتا ہو۔ بادشاہ نے تلاش کرنے کا حکم دے دیا۔ لوگوں نے ایک چوہدری کے لڑکے کو انہیں صفات کا پایا جو حکیموں نے بتائی تھیں۔ اس کے ماں باپ کو بلایا اور بے شمار دولت دے کر ان کو راضی کرلیا اور قاضی نے فتویٰ دے دیا کہ بادشاہ کی جان کی خاطر ایک آدمی کا خون بہانا جائز ہے۔ جلاد نے قتل کا ارادہ کیا۔ لڑکے نے آسمان کی طرف سر اٹھایا اور مسکرایا۔ بادشاہ نے دریافت کیا کہ یہ ہنسنے کا کیا موقع ہے؟ اس نے کہا: اولاد کا ناز ماں باپ پر ہوتا ہے، دعویٰ قاضی کے سامنے پیش کرتے ہیں اور انصاف بادشاہ سے چاہتے ہیں۔ اب ماں باپ نے دنیا کی دولت کے سبب مجھے قتل کرنے کے لئے دے دیا، قاضی نے میرے قتل کا فتویٰ دے دیا اور بادشاہ اپنی بھلائی میرے قتل میں سمجھتا ہے۔ سوائے خدائے غالب اور بزرگ کے میں اب کوئی پناہ نہیں دیکھتا ہوں۔

بیت

پیش کہ برآورم ز دستت فریاد — ہم پیش تو از دستِ تو میخواہم داد

(تیرے متعلق کس کے سامنے فریاد لے جاؤں، تیرے متعلق تجھی سے انصاف چاہتا ہوں۔)

یہ بات سن کر بادشاہ کا دل بھر آیا اور آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے اور کہنے لگا: ایسے بے قصور لڑکے کے خون بہانے سے میرا مرنا ہی بہتر ہے۔اس کے سر اور آنکھوں کا بوسہ لیا اور بغل گیر ہوا، اس کو چھوڑ دیا اور بے اندازہ دولت دے دی۔لوگ کہتے ہیں: بادشاہ اسی ہفتہ تندرست ہو گیا۔

قطعہ

ہمچناں در فکر آں بیتم کہ گفت پیلبانے بر لب دریائے نیل
زیر پایت گر بدانی حال مور ہمچو حالِ تست زیر پائے پیل

(میں اسی طرح اس شعر میں لگا ہوں! جو ایک فیل بان نے دریائے نیل کے کنارے پر کہا تھا۔اگر تو اپنے پیر تلے کی چیونٹی کا حال جاننا چاہے ہے وہ ایسا ہے جیسا کہ تیرا حال ہاتھی کے پیر تلے۔)

حکایت 24: عمرو لیث کے غلاموں سے ایک غلام بھاگ گیا تھا۔لوگ اس کے پیچھے لگے اور اس کو واپس لے آئے۔وزیر کو اس سے دشمنی تھی۔اس نے اس کو قتل کر دینے کا مشورہ دیا تا کہ دوسرے غلام ایسی حرکت نہ کریں۔غلام نے عمرو لیث کے سامنے زمین پر سر رکھ دیا اور کہا:

فرد

ہر چہ رود بر سرم چوں تو پسندی رواست بندہ چہ دعویٰ کند حکم خداوند راست

(جب تو پسند کرے تو جو بھی میرے سر پر گزرے وہ درست ہے۔غلام کیا دعویٰ کرے حکم تو آقا کا ہے۔)

لیکن چونکہ میں اس خاندان کی نعمتوں کا پلا ہوا ہوں تو میں یہ نہیں چاہتا کہ جناب میرے خون کے عوض قیامت میں گرفتار ہو کر آئیں۔آپ اجازت مرحمت فرمائیں تا کہ میں

اس وزیر کو مار ڈالوں پھر اس کے عوض میرے قتل کا حکم دے دیں تا کہ آپ کا قتل کرانا بجا ہو جائے۔ بادشاہ ہنس پڑا اور وزیر سے کہا: اب تیری کیا رائے ہے؟ وزیر نے کہا: اے شاہ عالم! میری رائے میں مناسب یہ ہے کہ خدا کے لئے اور اپنے باپ کی قبر کے صدقے میں اس کو آزاد کر دیجئے تا کہ یہ مجھے کسی بلا میں نہ پھنسا دے۔ قصور میرا ہی ہے اور عقلمندوں کی بات بھروسہ کی ہے جو انہوں نے کہا ہے:

قطعہ

چو کردی با کلوخ انداز پے کار　　سر خود را بہ نادانی شکستی
چو تیرا نداختی بر روی دشمن　　چناں داں کاندر آماجش نشستی

(جب ڈھیلے باز سے تو نے لڑائی مول لی تو خود ہی بے وقوفی سے تو نے اپنے سر کو پھوڑا۔ جب تو نے کسی دشمن پر تیر چلایا تو اس کو بھی جان لے کہ تو بھی اس کے نشانہ پر ہے۔)

حکایت 25: زوزن کے بادشاہ کا ایک وزیر تھا جو شریف اور نیک طبعیت تھا جو تمام انسانوں کی آمنے سامنے عزت کرتا اور پیٹھ پیچھے بھی تعریف کرتا۔ اتفاقاً اس کی کوئی حرکت بادشاہ کی نظر میں ناپسندیدہ معلوم ہوئی۔ اس نے جرمانہ کر دیا اور سزا دے دی اور بادشاہ کے سپاہی اس کے پہلے احسانوں کے اقراری تھے اور اس کے شکریہ میں گروی تھے۔ اس کی سپردگی کے زمانہ میں وہ سپاہی اس کے ساتھ نرمی اور مہربانی کرتے اور جھڑکنا اور سزا دینا مناسب نہ سمجھتے۔

صلح با دشمن اگر خواہی ہر گہ کہ ترا　　در قفاعیب کند در نظرش تحسیں کن
سخن آخر بدہاں میگزرد موذی را　　سخنش تلخ نخواہی دہنش شیریں کن

(تو اگر دشمن سے صلح چاہتا ہے تو جب وہ پیٹھ پیچھے تیری برائی کرے تو اس کے سامنے اس کی بھلائی بیان کر۔ بات آخر موذی کے منہ ہی سے ہو کر نکلتی ہے۔ اگر تو اس کی

کڑوی بات نہیں سننا چاہتا تو اس کا منہ میٹھا کر دے۔)

بادشاہ نے جو الزامات لگائے تھے ان میں سے بعض سے وہ بری قرار ہو گیا اور باقی الزامات کی وجہ سے قید خانہ میں رہا۔ بیان کرتے ہیں کہ ان اطراف کے کسی بادشاہ نے پوشیدہ طور پر اس کے پاس پیغام بھیجا کہ اس طرف کے بادشاہوں نے آپ جیسے بزرگوار کی قدر نہ جانی اور توہین کی۔ اگر فلاں عزیز (یعنی آپ کی) رائے (خدا بہتر طریقہ پر آپ کو رہائی دے) ہماری جانب متوجہ ہو تو آپ کی دلداری کی ہر ممکن طریقہ پر کوشش کی جائے گی اور اس حکومت کے ذمہ دار آپ کے دیدار کے آرزومند ہیں اور ان حرفوں کے جواب کے منتظر ہیں۔ وزیر کو جب اس کی خبر ہوئی تو خطرہ کا احساس کیا اور فوراً ایسا مختصر جواب اس پرچہ کی پشت پر لکھ کر روانہ کر دیا کہ اگر اس کی کسی کو خبر بھی ہو جائے تو کوئی فتنہ نہ پیدا ہو۔ متعلقین میں سے کسی نے جو اس راز سے باخبر تھا بادشاہ کو اطلاع کر دی کہ فلاں جس کو آپ نے قید کیا ہے، اطراف کے بادشاہوں سے خط و کتابت رکھتا ہے۔ بادشاہ کو غصہ آیا اور اس بات کی تحقیق شروع کر دی قاصد کو گرفتار کر لیا اور خط پڑھا۔ اس میں یہ لکھا تھا کہ بزرگوں کا حسن ظن ہماری فضیلت سے زیادہ ہے اور قبول کرنے کی جو نوازش فرمائی ہے اس کا قبول کرنا میرے لئے ممکن نہیں ہے۔ اس لئے کہ میں اس خاندان کی نعمت کا پروردہ ہوں اور طبیعت کی ذرا سی رنجش کی وجہ سے قدیم ذکی کی نعمت سے بے وفائی نہیں کی جا سکتی۔

فرد

آں را کہ بجائے تست ہر دم کرمے   عذرش بنہ ار کند بعمرے ستمے

(جس کا تیرے اوپر ہر دم ایک کرم ہے۔ اگر وہ تمام عمر میں ایک ظلم کر دے تو اس کو معذور سمجھ۔)

بادشاہ کو اس کی حق شناسی کی عادت پسند آئی اور جوڑا اور انعام عطا کیا اور معذرت

چاہی کہ مجھ سے قصور ہوا کہ تجھے بے خطا و بے جرم میں نے ستایا۔اس نے کہا: اے آقا! غلام اس حالت میں آقا کی کچھ خطا نہیں سمجھتا۔ہاں تقدیر خداوندی ہی ایسی تھی کہ اس غلام کو کوئی تکلیف پہنچے تو وہ تکلیف جناب کے ہاتھوں زیادہ بہتر تھی اس لئے کہ اس غلام پر جناب کی پہلی نعمتوں کے حقوق اور احسان کی نعمتیں ہیں اور عقلمندوں نے کہا ہے:

گر گزندت رسد ز خلق مرنج — کہ نہ راحت رسد ز خلق نہ رنج

از خدا داں خلافِ دشمن و دوست — کہ دل ہر دو در تصرف او ست

گرچہ تیر از کماں ہمیگذرد — از کماں دار بیند اہلِ خرد

(اگر مخلوق سے تجھے تکلیف پہنچے تو رنجیدہ نہ ہو اس لئے کہ مخلوق کی جانب سے رنج و راحت نہیں پہنچتی ہے۔دشمن اور دوست کا اختلاف خدا ہی کی طرف سے جان، اس لئے کہ دونوں کے دل اسی کے قبضہ میں ہیں۔اگر چہ تیر کمان سے چلتا ہے لیکن عقل مند اسے کمان والے کی طرف سے ہی سمجھتے ہیں۔)

حکایت 26: میں نے عرب کے ایک بادشاہ کے بارے میں سنا کہ کچہری والوں سے کہہ رہا تھا کہ فلاں شخص کی تنخواہ جس قدر ہے اس سے دوگنی کر دو کیونکہ وہ دربار کا حاضر باش ہے اور حکم کا منتظر رہتا ہے۔اور دوسرے خدمت گار کھیل کود میں مشغول اور خدمت کرنے میں سست ہیں۔اس صاحب دل نے یہ بات سن کر فریاد اور شور کرنا شروع کر دیا۔ لوگوں نے اس سے دریافت کیا کہ تو نے کیا دیکھا؟ اس نے کہا کہ بندوں کے مرتبے خدا کے دربار میں بھی اسی طرح ہیں۔

نظم

دو بامداد گر آید کسے بخدمت شاہ — سوم ہر آئنہ دروے کند بلطف نگاہ

امید ہست پرستند گانِ مخلص را — کہ ناامید نگردند ز آستان آلہ

(دو روز صبح کو اگر کوئی بادشاہ کے دربار میں حاضر ہو تو تیسرے روز بادشاہ اس کو مہربانی سے دیکھے۔ اخلاص سے عبادت کرنے والوں کو یہ امید ہے کہ وہ خدا کی چوکھٹ سے ناامید واپس نہ ہوں گے۔)

مثنوی

مہتری در قبول فرمان ست ترکِ فرماں دلیل حرمان ست
ہر کہ سیمائے راستان دارد سرِ خدمت بر آستاں دارد

(حکم کے ماننے میں سرداری ہے، حکم نہ ماننا محرومی کی دلیل ہے۔ جو سچوں کی پیشانی رکھتا ہے وہ خدمت گزاری کے لئے سر چوکھٹ پر جھکائے رکھتا ہے۔)

حکایت 27: ایک ظالم کا قصہ بیان کرتے ہیں کہ وہ غریبوں کی لکڑیاں ظلم سے خریدتا اور نفع کے ساتھ مالداروں کے ہاتھ فروخت کر ڈالتا۔ ایک صاحب دل اس کے پاس سے گزرا اور کہا:

بیت

ماری تو کہ ہر کرا بہ بینی بزنی یا بوم کہ ہر کجا نشینی بکنی

(تو سانپ ہے کہ جس کو دیکھتا ہے ڈس لیتا ہے، یا تو اُلو ہے کہ جہاں کہیں بیٹھتا ہے اجاڑ دیتا ہے۔)

قطعہ

زورت ار پیش می رود با ما با خداوند غیب داں نرود
زور مندی مکن بر اہل زمیں تا دعائے بر آسماں نرود

(اگر تیرا زور ہم پر چلتا ہے تو غیب کے جاننے والے خدا پر نہیں چلے گا۔

زمین والوں پر زبردستی مت کرتا کہ آسمان پر کوئی بددعا نہ جائے۔)

ظالم اس کے کہنے سے رنجیدہ ہوگیا اور اس کی نصیحت سے منہ پھیر لیا اور اس کی طرف توجہ نہ کی۔ اس کو اس کے مرتبے نے گناہ میں مبتلا کردیا۔ یہاں تک کہ ایک رات کو مطبخ کی آگ لکڑیوں کے ڈھیر میں لگ گئی اور اس کی تمام چیزیں جل گئیں اور اس کو نرم بستر سے گرم بھوبل پر لا بٹھایا۔ اتفاقاً وہی شخص اس کے پاس سے گزرا۔ اس کو دیکھا کہ دوستوں سے کہہ رہا تھا: نہ معلوم کہ یہ آگ کہاں سے میرے گھر لگی۔ اُس نے کہا: غریبوں کے دل کے دھوئیں سے۔

قطعہ

حذر کن ز دُودِ دُرونہائے ریش ۔۔۔ کہ ریش دروں عاقبت سَر کند

بہم بر مکن تا توانی دِلے ۔۔۔ کہ آہے جہانے بہم بر کند

(زخمی دلوں کے دھوئیں سے بچ کیونکہ اندر کا زخم آخر کار ظاہر ہوتا ہے۔ جب تک ممکن ہو کسی دل کو پریشان نہ کر۔ اس لئے کہ ایک آہ ایک جہان کو پریشان کردیتی ہے۔)

لطیفہ: کیخسرو کے محراب پر لکھا تھا:

قطعہ

چہ سالہائے فراوان وعمر ہائے دراز ۔۔۔ کہ خلق بر سر ما در زمیں بخواہد رفت

چنانکہ دست بدست آمد ملک بما ۔۔۔ بدستہائے دگر ہمچنیں بخواہد رفت

(بہت برس اور دراز عمر کیا جب زمین میں دفن ہونے پر مخلوق ہمارے سر پہ چلے گی جیسا کہ ہاتھوں ہاتھ ملک ہمارے پاس آیا ہے۔ اسی طرح دوسرے ہاتھوں میں چلا جائے گا۔)

قابوس نامہ

(فارسی: امیر کیکاؤس بن سکندر)

(مترجم: سید رحمت اللہ شاہ)

تیرہواں باب: مزاح، نرد، شطرنج کے آداب

اے بیٹے! خوب جان لے کہ میں تجھے یہ بتانا چاہتا ہوں کہ کہا جاتا ہے: المزاح مقدمة الشر ۔یعنی مزاح (ہنسی مذاق) اکثر مشکلات اور شر کی ابتدا ہوتی ہے لہٰذا جہاں تک ممکن ہو سخت مزاح سے پرہیز کر۔اگر مزاح کرنا ہو بھی تو مستی کی حالت میں نہ کر کیونکہ اس سے فساد اور پریشانی بڑھتی ہے۔ناگوار مزاح اور گالی گلوچ سے ہرگز شرم کر چاہے تو مست ہو یا ہوش میں ہو۔خاص طور پر نرد اور شطرنج جیسے کھیلوں میں کیونکہ ان دونوں میں لوگ عام طور پر ہوش میں ہوتے ہیں اور مزاح کم برداشت کرتے ہیں۔نرد اور شطرنج کھیلنا، خاص کر بار بار ہارنا عادت نہ بنا لے۔اگر کھیلنا ہے تو صرف چھوٹے انعام یا محض تفریح کے لیے کھیل جیسے مرغی، بھیڑ، مہمان نوازی یا چھوٹے جھگڑوں کے لیے۔شرط یہ ہے کہ شرط میں پیسے نہ لگا کیونکہ پیسے لگانا بدتمیزی اور قمار بازی ہے۔اگر تجھے معلوم ہو کہ تو کسی قمار باز کے ساتھ کھیل رہا ہے تو تو بھی قمار باز کہلائے گا۔اگر تو کسی معزز یا بڑے آدمی کے ساتھ کھیل رہا ہے تو نرد اور شطرنج کھیلنا آداب کے مطابق ہے، مگر تجھے پہلے حریف کو موقع دینا چاہیے کہ وہ پہلے حرکت کرے۔

نرد کھیل میں پہلے دو کعبے (ڈائس) حریف کو دے اور شطرنج میں پہلا ہاتھ حریف کو دے۔ ترکوں، عربوں، نوکروں، عورتوں، بچوں یا کمزور دل والوں کے ساتھ شرط لگا کر کھیلنا نہیں چاہیے تاکہ جھگڑا نہ ہو۔ کعبے کے نشانات پر حریف سے جھگڑا نہ کر، قسمیں مت کھا کہ تو نے اسے مارا، چاہے سچ ہی کیوں نہ ہو کیونکہ لوگ جھوٹ سمجھیں گے۔ اصل میں تمام شر اور لڑائی کا آغاز مزاح (ہنسی مذاق) سے ہوتا ہے، لہٰذا مزاح سے بچ حالانکہ مزاح کرنا نہ تو عیب ہے اور نہ جرم۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی مزاح فرمایا، جب عائشہؓ کے گھر ایک بوڑھی عورت نے پوچھا کہ: اے رسول خدا ﷺ! کیا میرا چہرہ جنت والوں جیسا ہے یا دوزخیوں جیسا؟ یعنی کیا میں جنت میں ہوں یا دوزخ میں؟ کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ مزاح کرتے تھے لیکن ہمیشہ سچ کہتے تھے۔ پیغمبر ﷺ نے اس بوڑھی عورت سے مزاح میں فرمایا کہ جنت میں کوئی بوڑھی عورت نہیں ہوگی۔ وہ بوڑھی عورت دکھی ہوئی اور رونے لگی۔ رسول خدا ﷺ مسکرائے اور فرمایا: رو مت کہ میری بات غلط نہیں ہے، میں نے سچ کہا کہ جنت میں کوئی بوڑھی عورت نہیں ہوگی کیونکہ قیامت کے دن سب لوگ جوانی کی حالت میں قبر سے اٹھیں گے۔ اس سے بوڑھی عورت کا دل خوش ہو گیا۔

مزاح کرنا جائز ہے مگر گالی گلوچ کرنا نہیں۔ اگر تو بات کرے تو کم کر اور اگر ضرورت ہو تو وہ باتیں اپنی بیویوں سے کر اگر وہ جواب دیں تو کوئی عیب نہیں۔ ہر مذاق میں تھوڑی سنجیدگی ہونی چاہیے اور گالی سے بچ، چاہے مزاح ہو یا سنجیدہ بات۔ ہر بات کو سنبھال کر سن اور لوگوں سے اس کی توقع رکھ کہ وہ تیرے بارے میں بات کریں گے

کسی سے جھگڑا مت کر کیونکہ جھگڑا کرنا لوگوں کا کام نہیں، یہ عورتوں اور بچوں کا کام ہے۔اگر کبھی جھگڑا ہو بھی جائے تو وہ باتیں مت کہہ جو تو جانتا ہو اور کر سکتا ہو۔لڑائی اس حد تک کر کہ صلح کی گنجائش رہے اور کبھی بے وجہ ضدی اور بے حیاء نہ بن۔عوام میں سب سے بری عادت ضدی پن اور بے حیائی ہے اور سب سے اچھی عادت عاجزی ہے کیونکہ عاجزی خدا کی نعمت ہے جس سے کوئی حسد نہیں کرتا۔ہر بات مت کہہ کہ ''اے مرد! جب ہر کوئی کہتا ہے تو تو کیوں؟'' یہ بات تیرے مرد ہونے کو کمزور کر دیتی ہے۔

اب نبیذ پینے، مزاح کرنے اور عشق میں مبتلا ہونے کے بارے میں بات کی گئی ہے، یہ سب کام نوجوانوں کے ہیں۔اگر تو اپنے کاموں کا اعتدال رکھے اور خوبصورتی سے انہیں انجام دے تو لوگ تجھ پر بہت زیادہ نکتہ چینی نہیں کریں گے۔اب چونکہ شراب پینے، مزاح اور نرد و شطرنج کے بارے میں بات ہوگئی ہے، لازم ہے کہ عشق کے بارے میں بھی کچھ کہا جائے اور اللہ کی مدد کے ساتھ اس کے احوال اور شرائط بیان کیے جائیں۔

چودھواں باب: محبت کی اندرونی فطرت اور اس کے رسوم و رواج

اے بیٹے! کوشش کر کہ تجھے عشق نہ ہو، چاہے تو بوڑھا ہے یا جوان۔اگر پھر بھی ایسا ہو جائے تو دل کا یقین نہ کر اور ہمیشہ دل کو کھیل سمجھ کر محبت میں مبتلا نہ ہو کیونکہ صرف شہوت کے پیچھے دوڑنا عقل مندوں کا کام نہیں۔محبت سے جتنا ہو سکے پرہیز کر کیونکہ عاشقی مصیبتوں کا کام ہے، خاص طور پر بڑھاپے میں اور جب تنگی کی حالت ہو۔ایک سال کی راحتِ وصال بھی ایک دن کے دردِ فراق کے برابر نہیں کیونکہ ساری عاشقی

درد، تکلیف اور دل کا غم ہے، اگر چہ یہ درد خوشگوار ہو۔ اگر دوری میں ہو تو عذاب میں ہوتا ہے، اگر وصال میں ہو اور محبوب بدخو ہو تو ناز و بدخوئی کی تکلیف سے راحت نہیں ملتی۔ اگر تیری محبوبہ فرشتے جیسی ہو کہ کبھی لوگوں کی نکتہ چینی سے آزاد نہ ہو تو لوگ ہمیشہ تیرے مقابلے میں اور تیری محبوبہ کی مذمت میں رہیں گے کیونکہ یہ لوگوں کی عادت ہے۔ پس خود کو سنبھال اور عشق سے بچ کیونکہ خردمند لوگ ایسی باتوں سے بچتے ہیں۔ ممکن نہیں کہ کوئی شخص صرف ایک نظر سے عاشق ہو جائے؛ پہلے آنکھ دیکھتی ہے، پھر دل پسند کرتا ہے؛ جب دل پسند کر لیتا ہے، طبیعت اُس کی طرف مائل ہو جاتی ہے، پھر وہ بار بار اُس شخص کو دیکھنے کی تمنا کرتا ہے۔ اگر تو اپنی شہوت کو دل کے کام میں شامل کرے گا اور دل کو شہوت کا پیروکار بنا دیگا تو اس بات کا بندوبست کرے گا کہ دوبارہ اُس سے ملاقات ہو۔ چنانچہ جب ملاقات دوبارہ ہو گی تو طبیعت اس کے لیے اور بھی بڑھ جائے گی اور دل کا جذبہ غالب ہو جائے گا۔ پھر تیسرے موقع پر بھی دیکھنے کی کوشش کرے گا؛ جب تیسری بار ملے گا اور بات چیت ہو گی، جواب بھی ملے گا، تب پھر نادانی کا انجام ہوتا ہے اور افسوس کے سوا کچھ نہیں رہتا۔ تو اگر چاہے بھی کہ اپنے آپ کو سنبھالے رکھے تو ممکن نہیں ہو گا کیونکہ جب عشق میں پڑ گیا تو معاملہ ہاتھ سے نکل جاتا ہے، ہر دن عشق کی مصیبت بڑھتی ہی جاتی ہے اور تجھے دل کا پیروکار بننا پڑتا ہے۔ لیکن اگر پہلے ہی اپنی نظر کو قابو میں رکھے، جب دل تمنا کرے تو اپنے آپ کو دل کے حوالے نہ کر دے، اور اس کا نام کم لے، اپنے آپ کو کسی اور کام میں مشغول رکھ، اپنی خواہش کو کہیں اور نکال، اور اپنی نظر اس کی طرف سے ہٹا لے تو یہ سب تکلیف صرف ایک ہفتہ کی ہوتی ہے اور زیادہ دیر

یا ذہیں رہتی اور جلدی اپنے آپ کو اس سے آزاد کرسکتا ہے۔لیکن یہ ہر کسی کے بس کی بات نہیں، عقل وحکمت والا ہی ایسا کرسکتا ہے۔اگر کوئی کامل عقل والا آدمی ہو تو اس حالت میں نہیں پڑے گا، اور اگر اچانک ایسا ہو جائے تو عقل سے اسے دفع کرسکتا ہے۔کیونکہ عشق ایک وجہ ہے، جیسے محمد زکریا نے ''تقاسیر العلل'' میں ذکر کیا ہے: عشق کی وجہ اور اس کا علاج روزہ رکھنا، بھاری بوجھ اٹھانا، لمبا راستہ طے کرنا اور مسلسل اپنے آپ کو مصیبت میں رکھنا ہے، اور اس طرح کا کوئی عمل کرنا جو عشق کے علاج کے برابر ہو۔اگر تو کسی کو اتنا چاہے کہ اس کی خدمت اور ملاقات سے آرام ملے، تو یہ جائز ہے، جیسے شیخ ابو سعید بوالخیر نے کہا: انسان کو چار چیزوں سے ناگزیر ہونا پڑتا ہے: اول نوالہ، دوم لوگوں کا ہونا، سوم تباہی، اور چہارم محبوب۔ ہر کسی کو اس کے حق کے مطابق محبت کرنی چاہیے لیکن عاشقی ایک اور چیز ہے جس میں کسی کو خوشی نہیں ہوتی حالانکہ عاشق بعض اوقات اشعار بھی کہتا ہے۔شعر:

ایں آتش عشق تو خوش است ای دلکش　　هرگز دیدی آتش سوزندۂ خوش

(اے عشق کی آگ! تو اے دلکش بہت خوشگوار ہے۔کبھی دیکھی ہے تو نے ایسی آگ جو جلائے درد گار ہے؟)

یہ جان لے کہ لوگوں کی دوستی ہمیشہ مخصوص وقت پر خوشگوار ہوتی ہے، مگر عاشق ہمیشہ محنت اور تکلیف میں رہتا ہے۔اگر تیری خواہش ہے کہ جوانی میں عشق کرے تو یہ تجھے معذور قرار دے سکتے ہیں کیونکہ جوانی میں عشق معذوری کا بہانہ بن جاتا ہے۔لیکن

کوشش کر کہ بوڑھا ہو کر عاشق نہ بن کیونکہ بوڑھے کے لئے کوئی عذر نہیں ہوتا۔ اگر تو عام لوگوں میں سے ہے تو یہ بات آسان ہو سکتی ہے مگر اگر بادشاہ ہے اور بوڑھا بھی تو خبردار رہ کہ اس بات پر دھیان نہ دے اور ظاہری طور پر کسی پر دل نہ لگا کیونکہ بوڑھے بادشاہ کے لئے عشق کرنا بہت مشکل اور خطرناک کام ہے۔

حکایت: میرے جد شمس المعالی کے زمانے کی بات ہے کہ ان کو خبر دی گئی کہ بخارا میں ایک تاجر کے پاس ایک غلام ہے جس کی قیمت دو ہزار دینار ہے۔ احمد سعدی نے یہ بات امیر کو سنائی۔ امیر نے کہا: ہمیں کسی کو بھیجنا چاہیے جو جا کر یہ غلام خرید لے۔ امیر نے کہا: تمہیں خود جانا ہوگا۔ پس احمد سعدی بخارا گیا، غلام بیچنے والے (نخاس) سے ملا اور کہا کہ غلام کو حاضر کرے۔ اس نے غلام دیکھا اور اس کو ایک ہزار دو سو دینار میں خرید لیا اور اسے گرگان لے آیا۔ امیر نے جب اس غلام کو دیکھا تو اسے پسند کیا اور اسے دستارداری (رومال دینے والا یا ہاتھ پونچھنے والا) کا کام دے دیا۔ جب امیر ہاتھ دھوتا تو غلام دستار (رومال) دیتا تا کہ امیر ہاتھ خشک کرے۔ کچھ وقت گزر گیا۔ ایک دن امیر نے ہاتھ دھوئے تو غلام نے دستار دیا۔ امیر نے ہاتھ صاف کیے اور غلام کی طرف غور سے دیکھنے لگا۔ جب ہاتھ خشک ہو گئے تو بھی وہ دستار میں ہاتھ ملتا رہا اور غلام کو دیکھتا رہا۔ شاید غلام کا چہرہ امیر کو بہت پسند آیا تھا۔ پھر دستار واپس دی اور کچھ وقت اسی طرح گزرا۔ اس کے بعد امیر نے اپنے وزیر ابوالعباس غانم سے کہا: میں نے اس غلام کو آزاد کر دیا ہے اور فلاں گاؤں اس کے نام کر دیا ہے۔ ایک فرمان (منشور) لکھ دو، اور شہر میں کسی سردار کی بیٹی اس کے لیے نکاح میں مانگو، کہہ دو کہ وہ لڑکی اس کے گھر

میں رہے یہاں تک کہ غلام کے چہرے پر داڑھی آجائے، پھر وہ میرے پاس آجائے۔ ابوالعباس غانم، جو وزیر تھا، کہنے لگا: حضور کا حکم بجا لیکن اگر حضور مناسب سمجھیں تو غلام کی شادی کی یہ بات فرمانے کا مقصد واضح فرمادیں۔ امیر نے کہا: آج یہ واقعہ پیش آیا کہ میں اس غلام کو دیکھ کر اس کے حسن میں ایسا محو ہوگیا کہ بار بار اس کی طرف دیکھتا رہا۔ اور یہ بات سخت نازیبا ہے کہ ایک بادشاہ ستر برس کی عمر میں کسی کے عشق میں مبتلا ہوجائے۔ جبکہ مجھے ستر سال کی عمر میں خدا کے بندوں کی خدمت، لشکر، رعیت اور سلطنت کے کاموں میں مشغول رہنا چاہیے۔ اگر میں عشق میں پڑ جاؤں تو نہ خدا کے نزدیک معذور رہوں گا اور نہ لوگوں کے نزدیک۔

بے شک جوان جو بھی کرے معذور ہے لیکن ظاہر میں عشق کا اظہار نہیں کرنا چاہیے۔ اگرچہ تو جوان ہے پھر بھی حکمت، وقار اور تدبیر کے طریقے پر چل تاکہ سلطنت میں کوئی خلل نہ آئے۔

حکایت: میں نے سنا ہے کہ غزنین میں دس غلام تھے جو سلطان مسعود کی خدمت میں تھے، وہ سب خاص جامہ دار (لباس بردار) تھے۔ ان دس غلاموں میں سے ایک کا نام نوشتگین تھا۔ سلطان مسعود اس کو بے حد چاہتا تھا۔ چند سال گزر گئے لیکن کوئی یہ نہ جان سکا کہ سلطان مسعود کا محبوب کون ہے۔ اس لیے کہ جو عطا، انعام یا بخشش سلطان نوشتگین کو دیتا، وہی سب غلاموں کو بھی ویسا ہی دیتا تاکہ کسی کو یہ گمان نہ ہو کہ نوشتگین اس کا خاص محبوب ہے۔ ہر شخص یہی سمجھتا کہ شاید سلطان کا محبوب وہی ہے۔ پانچ سال اسی طرح گزر گئے اور کسی آزاد یا غلام کو اس راز کا علم نہ ہوا۔ یہاں تک کہ ایک

دن سلطان نے کہا: جو کچھ میرے والد (سلطان محمود) نے ایاز کو دیا تھا، خواہ جاگیر ہو یا وظیفہ، وہ سب نوشتگین کے نام کر دو۔ تب لوگوں کو معلوم ہوا کہ سلطان مسعود کا اصل مقصود اور محبوب نوشتگین ہی تھا۔

اے بیٹے! اب اگرچہ میں نے یہ سب باتیں کہی ہیں مگر جانتا ہوں کہ اگر تجھ پر عشق کا اثر ہو جائے تو میرے کہنے پر عمل نہیں کرے گا اور میں اس بڑھاپے میں ایک شعر کہتا ہوں، وہ شعر یہ ہے:

هر آدمی کہ حی ناطق باشد   باید کہ جو عذرا و چو وامق باشد
هر کا و نہ چنین بود منافق باشد   مردم نبود هر کہ نہ عاشق باشد

(ہر انسان جو زندہ اور عقل رکھنے والا ہے، اسے لازم ہے کہ عذرا اور وامق کی طرح عاشق ہو۔ جو ایسا نہ ہو، وہ منافق ہے اور جو عاشق نہ ہو، وہ انسان ہی نہیں۔)

اگرچہ میں نے یہ سب باتیں تجھ سے کہی ہیں لیکن تو اس دوبیتی (عشق کے حق میں جو شعر کہا) پر عمل نہ کر۔ کوشش کر کہ عشق میں نہ پڑے۔ مگر اگر کبھی کسی کو چاہے تو کم از کم ایسے شخص کو چاہ جو اس قابل ہو۔ تمہارا معشوق بطلیموس (یونانی فلسفی) اور افلاطون نہ سہی مگر اس میں کچھ نہ کچھ خوبی ضرور ہونی چاہیے۔ مجھے معلوم ہے کہ وہ یوسف جیسا حسین نہ ہوگا مگر اتنی دلکشی اور لطافت ضرور ہونی چاہیے کہ کم از کم لوگوں کی زبانیں کسی حد تک بند ہو جائیں اور لوگ تیرے بارے میں معذرت قبول کر لیں کیونکہ دنیا والے ایک دوسرے کی برائیاں کرنے اور عیب نکالنے سے کبھی باز نہیں آتے۔ جیسا کہ کسی نے

پوچھا گیا: کیا تجھ میں کوئی عیب ہے؟اس نے کہا: نہیں۔پھر پوچھا گیا: کیا کوئی عیب نکالنے والا ہے؟ کہا:ہاں، بہت ہیں۔تو جواب دیا گیا: پھر جان لے کہ تو سب سے زیادہ عیب دار ہے۔ چنانچہ اگر تو معشوق کے پاس مہمان بن کر جائے تو اسے ساتھ لے کرمت جانا۔اور اگر لے بھی جائے تو دوسروں کے سامنے اس میں محو نہ ہو جا،اور نہ ہی دل اس کے ساتھ ایسا باندھ کہ جیسے بس وہی سب کچھ ہو کیونکہ کوئی اس کو کھا نہیں لے گا اور یہ خیال بھی نہ کر کہ وہ سب کی نظروں میں ویسا ہی خوبصورت نظر آتا ہے جیسا تیری نظر میں۔جیسا کہ شاعر نے کہا:

ای وای منا گر تو بہ چشم ہمہ کس ہا   زیں گونہ نمایی کہ بہ چشم من درویش

(ہائے افسوس مجھ پر اگر تو سب کی نظروں میں ایسا ہی نظر آئے جیسا میری درویش آنکھوں میں۔)

جیسے وہ تیری نظر میں سب سے زیادہ خوبصورت نظر آتا ہے،ممکن ہے دوسروں کی نظر میں وہ بدصورت ترین دکھائی دے۔اسی طرح ہمیشہ مجلس میں اسے باربار چھل نہ دے، نہ باربار اس کی خاطر داری کر، اور نہ ہر وقت اسے بلاتا رہ۔اس کے کان میں بلا وجہ کوئی بات بھی مت کہہ تا کہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ تو اس سے کچھ خفیہ بات کر رہا ہے یا اس سے کوئی خاص تعلق رکھتا ہے۔فائدہ اور نقصان کی بات اس لیے کہہ رہا ہوں تا کہ لوگوں کو بھی یہی لگے کہ تو نے اس سے کچھ خاص نہیں کہا۔

تصوف کیا ہے؟

(محمد منظور نعمانی)

رسول اللہ ﷺ جس ''دین الحق'' اور زندگی کے جس طریقہ کی طرف دنیا کو دعوت دینے کے لئے مبعوث ہوئے تھے، اس کا کامل ترین نمونہ خود آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس تھی۔ اس لئے آپ ﷺ کا طریقۂ زندگی ہی وہ ''دین الحق'' اور وہ صراطِ مستقیم'' ہے جس پر چل کر بندہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور رحمت کا مستحق بلکہ اس کا محبوب بھی بن سکتا ہے۔ آپ ﷺ کے اس طریقۂ زندگی اور اسوۂ حسنہ کا اگر تجزیہ کیا جائے تو اس میں مندرجہ ذیل تین شعبے دریافت ہوتے ہیں۔

1۔ **ایمان:** یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات، وحی ورسالت، ملائکہ، قیامت، حشر نشر اور جنت دوزخ، جیسی غیبی حقیقتوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے جو خبریں دی ہیں اور جو کچھ بتلایا ہے، اُس سب کو حق ماننا اور دل سے اس کی تصدیق کرنا۔ یہ دین حق کا سب سے اہم شعبہ ہے اور پورے دین کی اساس و بنیاد ہے اور یہی شعبہ ہمارے علم عقائد کا موضوع ہے۔

2۔ **اعمال صالح:** یہاں اس سے ہماری مراد دین کا وہ تمام تر عملی حصہ ہے جو جوارح یعنی ظاہری اعضاء سے تعلق رکھتا ہے، جس میں اسلامی عبادات اور دعوت و جہاد اور معاملات و آداب معاشرت وغیرہ داخل ہیں۔ یہ شعبہ گویا دین کا پورا قالب ہے اور یہی اسلام کا عملی نظام ہے اور ہمارے علم فقہ کا خاص تعلق اسی شعبہ سے ہے۔

3۔روحانی وقلبی صفات وکیفیات اور تزکیۂ اخلاق: جن لوگوں کی کتاب وسنت پر کچھ نظر ہے وہ اس بات سے ناواقف نہیں ہو سکتے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے جس طرح ایمانیات واعتقادات اور عبادات اور آداب معاشرت ومعاملات کے ابواب میں اپنی تعلیم وہدایت اور عملی نمونہ سے امت کی رہنمائی فرمائی ہے اسی طرح آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی محبت وخشیت، یقین وتوکل، احسان واخلاص جیسی روحانی وقلبی صفات و کیفیات اور تزکیہ اخلاق کے متعلق بھی اہم ہدایات دی ہیں اور ان کا نہایت اعلیٰ اور مثالی نمونہ امت کے لئے چھوڑا ہے۔الغرض ایمان اور اعمال صالحہ کی طرح یہ بھی دین کا ایک مستقل اور اہم شعبہ ہے اور یہی تصوف وسلوک کا خاص موضوع ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی مقدس ذات تو ان تینوں شعبوں کی یکساں طور پر جامع تھی اور کسی درجہ میں ایسی ہی جامعیت اکابر صحابہؓ کو بھی حاصل تھی لیکن بعد کے قرنوں میں زیادہ تر ایسا ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے اکثر وارثین ونائبین اگرچہ ذاتی طور پر کم و بیش ان تینوں شعبوں کے حامل اور جامع ہوتے تھے لیکن اپنی اپنی صلاحیت واستعداد اور ذوق یا ماحول کے مطابق انہوں نے کسی ایک شعبہ کی خدمت سے اپنا خاص تعلق رکھا اور بے شک بعد کے ان قرنوں میں دین کا پھیلاؤ جس درجہ بڑھ گیا تھا اور جو حالات پیدا ہو گئے تھے ان میں ایسا ہونا ناگزیر بھی تھا۔اس صورت اور اس تقسیم عمل نے خواص امت میں ائمہ عقائد، فقہا اور صوفیاء کے الگ الگ طبقے پیدا کئے۔

پس جس طرح ائمہ عقائد اور فقہاء نے خصوصیت کے ساتھ دین کے پہلے دوشعبوں کی حفاظت اور تنقیح وتفصیل کی اسی طرح حضرات صوفیاء نے دین کے تیسرے

اہم شعبہ کی خدمت وحفاظت اوراس باب میں آنحضرت ﷺ کی نمائندگی ونیابت کی۔ اوراس لئے امت پران کا بھی بہت بڑا احسان ہے اور دین کے اس تکمیل شعبہ میں امت ان کی خدمات کی ممنون اورمحتاج ہے۔

پس سلوک وتصوف کی اصل غرض و غایت اورصوفیاءکرام کی مساعی کا اصل نصب العین دراصل دین کا یہی تیسرا شعبہ ہے۔یعنی اللہ تعالٰی کی محبت وخشیت اور اخلاص واحسان اورزہدوتوکل جیسی روحانی وقلبی صفات وکیفیات کی تحصیل اوراخلاق کا تزکیہ۔لیکن چونکہ یہ چیزیں صرف کتابی مطالعہ سے حاصل نہیں ہوتیں بلکہ ان کا صحیح ادراک بھی نہیں ہوتااوراس دولت کے کسی وارث اورحامل کی صحبت وخدمت میں رہ کر مشاہدۂ آثارہی کی راہ سےان کی کچھ معرفت ہوتی ہےاورپھران کے حصول کے متعلق بھی عام سنت اللہ چونکہ یہی ہے کہ اس کے حاملین کی صحبت ورفاقت اورتربیت ہی اس کا عام ذریعہ ہےاس لئے ایسےلوگ اس شعبہ سےاکثرمحروم اوراس کی معرفت سےبھی قاصررہتے ہیں جن کوکسی ایسے بندہ کی صحبت ورفاقت کی توفیق نہ ملی ہوجواس دولت کا حامل ہو۔

ہمارےاس زمانے میں جوبہت سی نئی چیزیں اورنئے حالات پیداہوئے ہیں اُن میں سےایک یہ بھی ہے کہ وسائل نشرواشاعت کی وسعت اورکتابوں کی کثرت نے بہت بڑی تعداد میں ایسےلوگ پیداکردیئے ہیں جودین کوصرف کتابوں اوررسالوں کےصفحات سے حاصل کرتے ہیں (اوریہ چیز فی نفسہ کچھ بری نہیں ہے بلکہ اس لحاظ سےاچھی ہی ہے کہ اس طرح دینی افادہ واستفادہ کا دائرہ بہت وسیع ہوگیا ہے۔)لیکن

چونکہ ان کو دین کے کسی ایسے بالاتر نمونے کے دیکھنے کا کبھی اتفاق نہیں ہوتا جو خصوصیت سے اس تیسرے شعبہ کا بھی حامل ہو اور جس کو دیکھ کر یہ اپنے علم وعمل کو ناقص ونارسیدہ اور اپنی اپنی معرفت کو ناتمام سمجھ سکیں۔اس لیے بسا اوقات یہ حضرات اس زعم میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ جو کچھ ہمارے پاس ہے اور لٹریچر کی راہ سے جو ہم نے جان بوجھ لیا ہے بس یہی ''کل دین'' ہے اور چونکہ آج کل کا عام پسند دینی لٹریچر بھی زیادہ تر ایسے ہی اہل علم واصحاب قلم کا تیار کیا ہوا ہے جو خود اس مرض میں مبتلا ہیں، اس لیے وہ اپنے ناظرین کو اس بیماری سے نکالنے کی بجائے اُن کے مرض کو اور زیادہ راسخ اور سنگین کر دیتا ہے اور اس سے زیادہ رنج وافسوس کی بات یہ ہے کہ اس محرومی میں ہمارے قدیم دینی مدارس کے پڑھے ہوئے وہ بہت سے فضلاء بھی اس کتابی طبقے کے شریک حال ہیں جو کسی وجہ سے اس شعبہ سے نا آشنا ہونے کے باوجود اسی زعم میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور اس لیے دین کے اس تکمیلی شعبہ کی طلب اور تحصیل کا کوئی داعیہ اُن کے دلوں میں پیدا نہیں ہوتا۔

اور اس سلسلہ میں سب سے زیادہ قابل تعجب اور موجب حیرت روّیہ بعض ان حضرات کا ہے جو حضرت مجد دالف ثانی، حضرت شاہ ولی اللہ، امیر المؤمنین سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کو اپنے اپنے زمانوں کا مجدد اور سین وسنت کو زندہ کرنے والا مانتے ہیں اور اس کے ساتھ تصوف کو ضلال مبین بھی کہتے ہیں۔حالانکہ جس کسی نے حضرت مجددؒ کے مکتوبات، شاہ ولی اللہؒ کی تصانیف اور شاہ اسماعیل شہیدؒ کی ''عبقات'' اور منصب امامت اور حضرت سید احمد شہیدؒ کے مجموعہ ملفوظات ''صراط مستقیم'' کا مطالعہ کیا ہو وہ اس

حقیقت سے ضرور واقف ہوگا کہ یہ حضرات سلوک وتصوف کے قائل اور حامل ہی نہیں بلکہ دین کے اس شعبہ کے خاص داعی اور علمبردار اور اصحاب سلاسل ائمہ ہیں اور اپنی تعلیم وتربیت اور اپنے تعامل میں ان حضرات کو خاص اور غیر معمولی اہمیت دی ہے اور جو لوگ اس سے بے بہرہ ہوں ان کو ''دین کے مغز سے بے نصیب'' تک لکھا ہے۔ پس ایک طرف ان کو مجدد (یعنی اپنے اپنے وقت میں نبوت و رسالت کی بدرجۂ اختصاص نیابت کرنے والا) ماننا اور دوسری طرف زندگی کے ان کے سب سے نمایاں پہلو اور ان کی عمر بھر کے طرزِ عمل کو ''ضلال مبین'' قرار دینا اور جو لوگ اس چودھویں صدی میں گذشتہ صدیوں کے ان ائمہ اور مجددین کے نقش قدم پر چلتے ہوں ان کے طریقہ پر اصلاح وتزکیہ نفس کی کوشش کو صحیح سمجھتے ہوں، ان پر خانقاہیت اور ''پیری مریدی'' کی پھبتیاں کسنا! اس کے سوا کیا عرض کیا جائے کہ دینی ذمہ داریوں کے عدم احساس کے علاوہ علمی سنجیدگی کے مقام سے بھی گری ہوئی بات ہے۔

تحریر ہذا سے ہماری خاص غرض اور امید یہی ہے کہ دین کے اس تکمیلی شعبہ کی جو واقعی نوعیت اور افادیت ہے اور دین میں اس کا جو حقیقی مقام ہے، اللہ کے باتوفیق بندے اس سے واقف ہو کر اُس خیر کثیر اور اُس دولت عظمیٰ کو حاصل کریں جو اس راستہ سے حاصل کی جاسکتی ہے اور لاکھوں بندگانِ خدا نے حاصل کی ہے اور اس کے بارے میں آج کل اکثر ذہنوں میں جو شکوک وشبہات اور الجھنیں حقیقت ناشناسی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں، وہ صاف ہوں۔

سوشل میڈیا سے انتخاب

(اپنی ذمہ داری پر استعمال کریں)

(سید رحمت اللہ شاہ)

ٹوٹکا ایسا آسان حربہ ہے جس سے کسی مشکل، بیماری، تکلیف یا مسئلہ کا حل کیا جائے۔ گھروں میں استعمال ہونے والے ٹوٹکے گھریلو ٹوٹکے کہلاتے ہیں۔

1۔ گھیکوار کا گودا صبح شام منہ پر لگانے سے چہرے کے داغ دھبے آہستہ آہستہ دور ہو جاتے ہیں۔

2۔ پیشاب کی جلن دور کرنے کے لیے پانی زیادہ استعمال کیجیے۔

3۔ زیادہ پیاس لگے، تو ککڑیاں کھائیے۔ پیاس کسی صورت نہ بجھے، تو دودھ کی کچی لسی بنا کر دو تین گلاس پئیں، پیاس ختم ہو جائے گی۔

4۔ پاؤں کے تلوے جلتے ہوں، تو صبح شام گھیکوار کے گودے سے تلوؤں کی مالش کریں۔

5۔ دل کی تیز دھڑکن اور پیٹ میں گیس بننے سے روکنے کی خاطر سونف اور خشک دھنیا ایک ایک چھٹانک صاف کر کے پیس لیں۔ اس آمیزے میں ڈیڑھ چھٹانک شکر ملائیں۔ صبح شام ایک ایک چمچ لیں۔

6۔ نظر بہتر بنانے کے لیے سات بادام پیس کر آدھا آدھا چمچ سونف و مصری

کے ساتھ روزانہ لیں۔

7۔گرمیوں میں آنکھ کی سرخی اور جلن دور کرنے کے لیے پانچ یا سات آملے مٹی کے پیالے میں رات کو بھگو دیں۔صبح پانی چھان کر اس سے آنکھوں پر چھینٹے ماریں۔

8۔بچوں میں پیٹ کے کیڑوں سے نجات کے لیے کمیلہ کا 3 گرام سفوف صبح شام دیں۔

9۔ پاؤں کی ایڑیاں پھٹنے اور جلن سے بچانے کے لیے ایک تولہ کچا سہاگا، ایک تولہ پھٹکری، ایک تولہ گندھک لے کر پیس لیں۔اس میں پٹرولیم جیلی ملا کر رات کو سوتے وقت ایڑیوں پر لگائیں۔چند دنوں میں افاقہ ہو جائے گا۔

10۔موٹاپا کم کرنے کے لیے پسی کلونجی آدھا چمچ پانی میں ابال کر صبح نہار منہ اور شام کو لیں۔ایک گلاس پانی میں کلونجی تیل کے چار پانچ قطرے اور ایک لیموں کا رس ڈال کر صبح شام متواتر ایک ماہ استعمال کرنے سے موٹاپا کم کیا جا سکتا ہے۔

11۔زکام کے خاتمے کے لیے تھوڑی سی چینی دہکتے ہوئے کوئلوں پر ڈال کر اس کا دھواں سونگھیں۔

12۔ہرے دھنیے کا پانی نکال کر سونگھنے سے چھینکوں کو کنٹرول کیا جا سکتا ہے۔

13۔نکسیر کا خون بند کرنے کے لیے ہرے دھنیے کا پانی نکال کر سونگھیں۔

14۔ناک کی بدبو دور کرنے کے لیے چٹکی بھر پھٹکری تھوڑے سے پانی میں حل کر کے ناک میں ڈالیں۔

15۔ چھوٹے بچوں میں پیشاب کی جلن دور کرنے کے لیے پانی میں پیاز

کچل کر 60 گرام چینی ملا لیں۔صبح شام دو سے تین چمچ یہ آمیزہ پلائیں۔

16۔بدہضمی اور الٹیاں روکنے کے لیے 30 گرام پیاز،پودینہ کے چند پتے اور سات عدد کالی مرچ اچھی طرح ملا کر کھائیے۔

17۔صبح شام سلاد کے طور پر پیاز کا استعمال بدہضمی روکتا اور جسمانی طاقت بڑھاتا ہے۔

18۔بھوک بڑھانے کی خاطر پھلوں کے سرکے میں پیاز اور ادرک کاٹ کر ملائیے۔پھر پودینے کے پتے،لہسن کے دو چار ٹکڑے اور تھوڑی سی کشمش ملا کر کھانے میں بطور سلاد استعمال کریں۔

19۔سر کے زخم اور خارش دور کرنے کے لیے نیم کی نمولیاں پیس لیں،پانی میں ملا کر گاڑھا لیپ بنا کر رات کو بالوں میں اچھی طرح لگائیں۔

20۔سردیوں میں ہاتھ پاؤں کی انگلیوں میں سوجن دور کرنے کے لیے گھیا (لوکی) کدوکش کر کے اسے ہاتھ پاؤں پر اچھی طرح ملیں۔ایک گھنٹے بعد ہاتھ پاؤں دھولیں اور پھر پٹرولیم جیلی لگائیں۔

21۔کھانسی روکنے کے لیے صبح،دوپہر شام ملٹھی منہ میں رکھ کر چوسیں۔

22۔آنکھوں کی جلن دور کرنے کے لیے ٹھنڈے پانی کے چھینٹے ماریں اور برف سے ٹکور کریں۔

23۔زخم کی سوجن دور کرنے کے لیے پیاز جلائیں،اس میں ہلدی ملا کر لیپ بنا کر اسے زخم پر لگائیں۔

24۔ دائمی قبض دور کرنے کے لیے صبح شام زیتون کا تیل معتدل مقدار میں استعمال کریں۔

25۔ پیٹ کے جملہ امراض روکنے کے لیے اسپغول کا چھلکا بلاناغہ استعمال کریں۔

26۔ ہچکی روکنے کے لیے دیسی گھی میں سوجی کا حلوہ بنا کر کھائیے۔ یا منہ میں برف کی ڈلی رکھیں یا آہستہ آہستہ گنڈیریاں چوسیں۔

27۔ بچوں کو بخار زیادہ ہو جائے، تو فوراً نہلا دیں یا ٹھنڈے پانی کی پٹیاں کریں۔

28۔ دست اور قے روکنے کے لیے سونف اور پودینہ کا قہوہ بنا کر پی لیں۔

29۔ پاؤں نرم و ملائم کرنے کے لیے سونے سے دس منٹ پہلے پاؤں تازہ پانی میں بھگوئیں، اس پانی میں چند قطرے روغن زیتون اور تھوڑا سا نمک ملا لیں۔ خشک کرکے پٹرولیم جیلی یا سرسوں کا تیل لگائیں۔ سردیوں میں نیم گرم پانی استعمال کریں۔

30۔ کولیسٹرول کم کرنے کے لیے ایک ایک چمچ آملہ اور مصری ملا کر روزانہ صبح نہار منہ ایک گلاس پانی کے ساتھ لیں۔

31۔ زہریلا کیڑا کاٹ لینے کی صورت میں لہسن کا تیل اور شہد ملا کر زخم والی جگہ پر لگائیں۔

32۔ بچوں میں پیٹ کے کیڑے ختم کرنے کے لیے کلونجی پانی میں ابال کر اس کا پانی رات کو سونے سے پہلے پلائیں۔

33۔جوڑوں کا درد روکنے کے لیے نیم کے پتوں کے تیل کی مالش کریں۔

34۔کھانسی دور کرنے کے لیے ایک ایک چمچ شہد اور ادرک کا رس ملا کر روزانہ صبح، دوپہر، شام تین سے پانچ روز تک لیں۔

35۔لہسن جلا کر سرکے اور شہد میں ملا کر لگانے سے پھوڑے پھنسیاں اور نشان دور ہو جاتے ہیں۔

36۔ذیابیطس قابو کرنے کے لیے بغیر چھنے آٹے میں تازہ یا پسی میتھی ملا کر روٹی بنائیں اور روزانہ ناشتے میں کھائیں۔دو سے تین ہفتوں میں شوگر کنٹرول ہو جائے گی۔

37۔دانت کا درد دور کرنے کے لیے لونگ استعمال کیجیے۔

38۔بلڈ پریشر قابو میں لانے کے لیے آڑو، پھلیاں، لوبیا، مٹر، ناشپاتی اور کیلا زیادہ استعمال کریں۔

39۔کولیسٹرول کی سطح کم کرنے کے لیے جئی کا آٹا اور گاجر زیادہ کھائیں۔

40۔سونف کا زیادہ استعمال آنکھوں کی بینائی تیز کرتا ہے۔

41۔شکر اور سونف ہم وزن لے کر اسے کوٹ لیں۔سر کے چکر دور کرنے کے لیے صبح شام ایک چمچ پانی کے گلاس میں لے لیں۔

42۔صبح نہار منہ روزانہ دو سے تین گلاس پانی پئیں، نظام انہضام درست ہو جائے گا۔

43۔ دانتوں کی چمک برقرار رکھنے کے لیے صبح و شام نیم کی مسواک استعمال کریں۔

44۔برص کے داغ دور کرنے کے لیے خالص شہد ایک چمچ،عرق پیاز ایک چمچ اور نمک آدھا چمچ ملا کر داغوں پر لگائیں۔

45۔حمل میں گرمی، قے اور سر درد دور کرنے کے لیے آلو بخارہ زیادہ استعمال کریں۔آلو بخارہ کا شربت بنانے کے لیے پانچ چھ آلو بخارے رات کو پانی کے گلاس میں بھگو دیں۔صبح تھوڑی سی چینی اور نمک ملا کر آلو بخارے مسل دیں۔برف ڈال کر استعمال کریں۔

46۔موٹاپا دور کرنے کے لیے اپنی خوراک سے ہر قسم کی چکنائی،مشروبات اور مٹھائیوں کا استعمال بالکل ترک کر دیں۔

47۔تازہ پھل اور سبزیاں زیادہ سے زیادہ کھائیں۔

48۔دل کی بیماریوں سے بچنے کے لیے صبح،شام سیر کریں اور مرغن غذاؤں سے پرہیز کریں۔

49۔چھینکوں کی بھرمار سے بچنے کے لیے ایک چمچ میتھی دانہ ایک کپ پانی میں ابال لیں۔ٹھنڈا کر لیں اور چھان لیں۔سونے سے پہلے دو تین ہفتے تک پئیں۔

50۔ڈکار دور کرنے کے لیے کھانے کے بعد ادرک کے باریک ٹکڑوں پر نمک چھڑک کر آہستہ آہستہ چبا کر کھائیں۔اس کے علاوہ سالن میں ادرک اور لہسن کا استعمال زیادہ کریں۔

51۔خون کی کمی دور کرنے کے لیے انار کا رس زیادہ پئیں۔چقندر کا استعمال بطور سلاد کریں اور سیب بھی خوب کھائیں۔

52۔ ہاتھ یا پاؤں میں پسینہ زیادہ آتا ہو تو پانی میں لیموں کا رس یا سرکہ ملا کر دن میں تین بار اور سونے سے پہلے دھوئیں۔

53۔ پیٹ میں ہر وقت گیس رہتی ہو تو میتھی کے بیج کھائیں۔ گردے اور مثانے کی پتھری نکالنے کے لیے روزانہ نہار منہ پانچ عدد انجیر کھائیں یا پتھر چٹ پودے کے پتے چبائیں۔

54۔ آنکھوں کے گرد حلقے دور کرنے کے لیے صبح سویرے اپنے دائیں ہاتھ کی انگلی بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر رگڑیں اور گرم گرم انگلی آنکھوں کے گرد حلقے پر پھیریں۔

55۔ جسم کی چربی پگھلانے کے لیے نہار منہ پانی میں شہد اور چند قطرے لیموں ڈال کر روزانہ لیں۔

56۔ مسوڑھوں سے خون بہتا ہو، تو جامن کے دو تین پتے دھو کر چبائیں اور آمیزے کو مسوڑھوں پر ملیں۔

57۔ بچوں میں ناک کی نکسیر روکنے کے لیے انہیں ککڑی اور کھیرا کھلائیں۔

58۔ ناخن مضبوط کرنے کے لیے روزانہ چند ہفتے تک ہلکے گرم زیتون کے تیل میں تھوڑی دیر ناخنوں کو ڈبو کر رکھیں۔

59۔ بدہضمی اور بھاری پن سے بچنے کے لیے کھانے کے بعد تھوڑا سا گڑ بطور "سویٹ ڈش" لیں۔

60۔ دانتوں میں خون آنے سے روکنے کے لیے ایک لیموں کا رس، ایک پیالی نیم گرم پانی اور آدھا چمچ نمک ملا کر صبح و شام غرارے کریں۔

61۔ پھنسیوں پر فالسے کے پتے باریک پیس کر لگانے سے وہ ختم ہو جاتی ہیں۔

62۔ قے روکنے کے لیے چھوٹی الائچی یا املی استعمال کریں۔

63۔ چھوٹے بچے نمکول کا پانی نہ پئیں، تو دو چمچ شہد، آدھا چمچ نمک، ایک چمچ چینی اور تین چار قطرے لیموں ڈال کر دو گلاس پانی میں حل کر کے گھریلو نمکول بنا لیں۔ اسہال اور قے کی صورت میں بچوں کو دیں۔

64۔ ہاتھ جلنے کی صورت میں متاثرہ جگہ گاجر پیس کر اس کا لیپ لگائیں۔

65۔ بھاپ سے ہاتھ جل جائے، تو متاثرہ جگہ آلو کے ٹکڑے کاٹ کر ملیں۔

66۔ آملہ کا مربّہ کھانے سے بار بار نکسیر آنا بند ہو جاتی ہے۔

67۔ پیٹ میں شدید درد ہو، تو بڑی الائچی، دار چینی، سونف، پودینہ کا قہوہ بنا کر پئیں۔

68۔ آواز بیٹھ جائے تو نیم گرم پانی میں ہلکا نمک ملا کر غرارے کریں یا ملٹھی چبائیں۔ ادرک کے رس میں شہد ملا کر چاٹنے سے بھی گلہ ٹھیک ہو جاتا ہے۔

69۔ انجیر کھانے سے منہ کی بدبو دور ہوتی ہے۔

70۔ ٹیکے کی جگہ سوجنے کی صورت میں برف سے ٹکور کریں۔

71۔ آنکھوں کو طراوت دینے کے لیے کچی گاجروں کا استعمال زیادہ کریں۔

72۔ ہرے دھنیے کا عرق چھالوں پر لگانے سے وہ دور جاتے ہیں۔

73۔ دانتوں میں درد دور کرنے کے لیے لونگ پیس لیں، لیموں کے رس میں ملا کر درد والی جگہ پر لگائیں۔

74۔خراب اور کٹے پھٹے ہونٹ ٹھیک کرنے کے لیے گلاب کا پھول آدھا پیس کر،اس میں ذرا سامکھن لگا کرایک ہفتہ تک ہونٹوں پر لیپ کریں۔

75۔ زخموں میں پیپ آنے سے روکنے کے لیے دو تا تین جاپانی پھل روزانہ کھائیں۔

76۔ جسمانی کمزوری دور کرنے اور وزن میں اضافے کی خاطر روزانہ دودھ کا ملک شیک لیں۔رات کو گیارہ بادام اور ایک چمچ کشمش آدھی پیالی پانی میں بھگولیں۔صبح بادام اور کشمش کے دانے کھا کر بچا ہوا پانی پی لیں۔

77۔لیکوریا اور ٹانگوں میں مستقل درد ختم کرنے کے لیے تین ہفتے تک روزانہ صبح کے وقت سات بادام کھائیں۔

78۔آپریشن وغیرہ کے زخم اور نشان دور کرنے کے لیے گھیکوار کے گودے میں تھوڑا سا زیتون کا تیل ڈال کر گرم کر کے روزانہ لگائیں۔

79۔ہاتھوں میں کھجلی اور خارش روکنے کے لیے گھیا(لوکی) کچل کر صبح شام اس کا رس ہاتھوں پر اچھی طرح ملیں۔

80۔دل کی گھبراہٹ دور کرنے اور ہائی بلڈ پریشر روکنے کے لیے ایک پیالی خالص شہد، پھلوں کا سرکہ ایک پیالی اور دیسی لہسن (آٹھ دانے) تینوں اچھی طرح پیس کر آمیزہ فریج میں رکھ دیں۔ایک ہفتے بعد صبح وشام ایک چمچ لیں۔

81۔سر کی خشکی دور کرنے کی خاطر چقندر کے پتے ابال کر روزانہ اس پانی سے سر دھوئیں۔

82۔موسم گرما میں پیشاب کی جلن اور رکاوٹ دور کرنے کے لیے ''گرما'' استعمال کریں۔

83۔ جلنے کی صورت میں متاثرہ جگہ پر فوری طور پر کسٹر آئل لگائیں۔

84۔ خارش دور کرنے کے لیے ناریل کے تیل میں کافور ملا کر متاثرہ جگہ پر لگائیں۔

85۔شہد کی مکھی یا بھڑ کے کاٹنے کی صورت میں نمک سرکہ میں ملا کر متاثرہ جگہ پر لگا کر ڈنگ نکال دیں۔درد اور سوجن کم ہو جائے گی۔

86۔آدھے سر کا درد دور کرنے کے لیے لیموں کے چھلکے پیس لیں،اس میں تیل زیتون کا ملا کر سر پر لیپ کریں۔

87۔نیند نہ آتی ہو تو سونے سے پہلے پاؤں کے تلوؤں پر خالص سرسوں کے تیل کی مالش کریں اور دو چمچ شہد کھا لیں۔

88۔سخت ہاتھوں کو نرم و ملائم رکھنے کے لیے رات کو سونے سے پہلے لیموں کا عرق،گلیسرین میں ملا کر ہاتھوں میں ملیں۔

89۔منہ کی بدبو دور کرنے کے لیے دن میں دو تین بار سونف چبا کر کھائیں۔

90۔آواز بیٹھ جائے تو ایک گلاس پانی میں دو چمچ سونف ڈال کر ہلکی آنچ میں پکائیں۔جب ایک ابال آجائے تو پانی ٹھنڈا کر کے پی لیں۔چینی اور دار چینی بھی ڈال لیں۔اس قہوے کو دن میں دو تین بار استعمال کریں۔

91۔ جسم میں کسی جگہ کانٹا چبھ جائے تو تھوڑا سا گڑ لے کر اس میں پیاز کاٹ کر ملائیں اور متاثرہ جگہ باندھ دیں، کانٹا خود بخود نکل آئے گا۔

92۔ پاؤں کے چھالے دور کرنے کے لیے رات سوتے وقت آبلے پر انڈے کی سفیدی لگا لیں۔

93۔ لو لگنے کی صورت میں پیاز کا رس، لیموں اور تھوڑا سا نمک ڈال کر پی لیں۔

94۔ چھوٹے بچوں میں کھانسی ختم کرنے کے لیے تھوڑی سی کالی مرچ، الائچی پیس کر شہد کے آدھے چمچ میں ملا کر صبح و شام دیں۔

95۔ چہرے کی جھریاں دور کرنے کے لیے سو گرام عرق گلاب، 15 گرام روغن بادام اور پندرہ گرام پھٹکری لے کر چار انڈوں کی سفیدی ملا کر ہلکی آنچ پر پکائیں۔ جب آمیزہ یک جان ہو جائے تو اتار لیں۔ سوتے وقت اس سے چہرے کی مالش کریں۔

96۔ کیل مہاسے دور کرنے کے لیے انڈے کی سفیدی پھینٹ کر چہرے پر پندرہ بیس منٹ تک لگائیں۔ بعد میں صابن سے منہ دھو کر صاف کر لیں۔

97۔ زکام سے بچنے کے لیے قہوے میں ادرک اور دار چینی ملا کر استعمال کریں۔

98۔ دانتوں کے کیڑے ختم کرنے کے لیے، چنبیلی کے پتے پانی میں اُبال لیں۔ اس میں تھوڑا سا نمک ملا کر غرارے کریں۔

99۔ صبح چاق و چوبند اور تر و تازہ رہنے کے لیے ایک پیالی گرم دودھ میں

- -

ایک چمچ شہد ڈال کر سونے سے پہلے روزانہ لیں۔

100۔ بار بار پیشاب آنے سے روکنے کے لیے سونے سے پہلے اخروٹ کھائیں۔ چھوٹے بچوں کا سوتے میں پیشاب نکل جاتا ہو تو انہیں سونے سے قبل تل کے لڈو یا باجرے کی کھچڑی کھلائیں۔

پھل و سبزیاں اپنے اپنے موسم میں بیماریوں کا بہترین علاج ہیں۔ ان کا استعمال زیادہ سے زیادہ کریں۔ رات کو بھوک رکھ کر کھانا بھی بیماریوں سے بچنے کا گُر ہے۔ رات گئے شادی، بیاہ وغیرہ کے کھانے بھی بیماری بڑھنے کا سبب بنتے ہیں۔ اس لیے بے دریغ کھانے سے پرہیز کریں۔

دعائے مغفرت

راولپنڈی سے عبدالکریم صاحب کی ساس

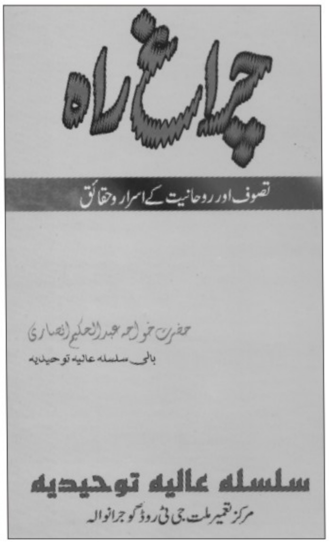
گوجرانوالا سے انور صاحب مرحوم کے بڑے بھائی

جو جاذب انور، عاقب انور، سمیرا انور کے تایا ابو تھے

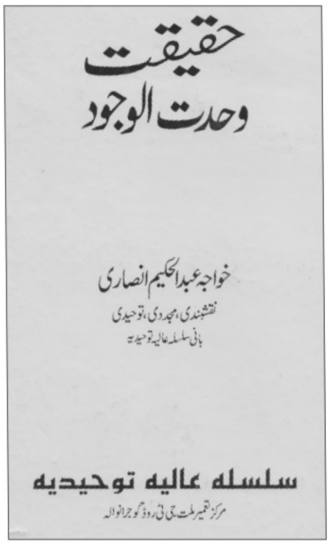
بقضائے الٰہی وفات پا گئے ہیں (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ)

مرحومین کی مغفرت اور بلندی درجات کیلئے دعا فرمائیں۔

بانی سلسلہ عالیہ توحیدیہ خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ کی شہرہ آفاق تصانیف



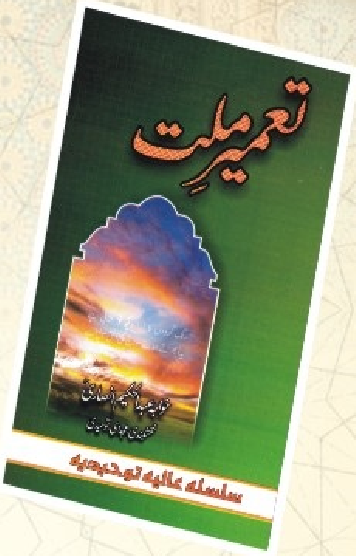
کتاب ہذا بانی سلسلہ خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ کے خطبات پر مشتمل ہے۔ جو آپ نے سالانہ اجتماعات پر ارشاد فرمائے اسمیں درج ذیل خصوصی مسائل پر روشنی ڈالی گئی۔سلوک وتصوف میں ذاتی تجربات،مرشد کی تلاش کے دس سالہ دور کا حال۔زوال اُمت میں اُمراء ،علماء،صوفیاء کا کردار۔علماء اورصوفیاء کے طریق اصلاح کا فرق۔تصوف خفتہ اور بیدار کے اثرات اور تصوّف کے انسانی زندگی پراثرات۔سلسلہ عالیہ توحیدیہ کے قیام سے فقیری کی راہ کیونکر آسان ہوئی۔



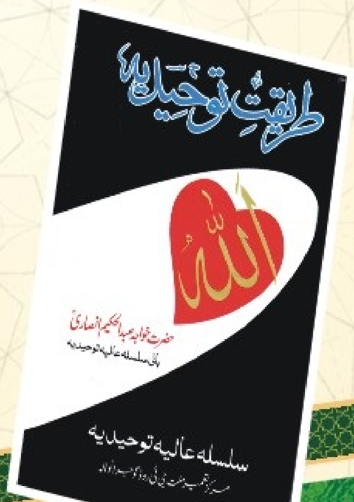
وحدت الوجود کے موضوع پر یہ مختصرسی کتاب نہایت ہی اہم دستاویز ہے۔مصنّفؒ نے وحدت الوجود کی کیفیت اور روحانی مشاہدات کو عام فہم دلائل کی روشنی میں آسان زبان میں بیان کردیاہے۔ آپ نے جن دیگر موضوعات پر روشنی ڈالی ہے وہ یہ ہیں:۔حضرت مجدد الف ثانیؒ کا نظریہ وحدت الشہود، انسان کی بقاء اور ترقی کیلئے دین کی اہمیت اورناگزیریت،بنیادی سوال جس نے نظریۂ وحدت الوجودکو جنم دیا اورروحانی سلوک کے دوران بزرگان عظّام کو ہوجانے والی غلط فہمیاں۔

سلسلہ توحیدیہ کی مطبوعات

قرونِ اولیٰ میں مسلمانوں کی بے مثال ترقی اور موجودہ دور میں زوال وانحطاط کی وجوہات، اسلامی تصوف کیا ہے؟ سلوک طے کرنے کا عملی طریقہ، سلوک کا ماحصل اور سلوک کے ادوار، ایمان محکم کس طرح پیدا ہوتا ہے؟ عالم روحانی کی تشریح، جنت، دوزخ کا محل وقوع اور ان کے طبقات کی تعداد، انسانی روح کی حقیقت کیا ہے؟ روح کا دنیا میں آنا اور واپسی کا سفر، اسلامی عبادات، معاملات، اور اخلاق وآداب کے اسرار ورموز اور نفسیاتی اثرات، امت مسلمہ کے لئے اپنے کھوئے ہوئے مقام کے حصول کیلئے واضح لائحہ عمل۔



یہ کتاب سلسلہ عالیہ توحیدیہ کا آئین ہے۔ اس میں سلسلے کی تنظیم اور عملی سلوک کے طریقے تفصیل کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔ جو لوگ سلسلہ میں شامل ہونا چاہتے ہیں انہیں یہ کتاب ضرور پڑھنی چاہئے۔ حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ نے تصوف کی تاریخ میں پہلی مرتبہ فقیری کا مکمل نصاب اس چھوٹی سی کتاب میں قلم بند کردیا ہے۔ اس میں وہ تمام اوراد، اذکار اور اعمال واشغال تفصیل کے ساتھ تحریر کردیئے ہیں جس پر عمل کرکے ایک سالک اللہ تعالیٰ کی محبت، حضوری، لقاء اور معرفت حاصل کرسکتا ہے۔



Reg: CPL - 01

Website www.tauheediyah.com